بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۵ — ہفت روزہ بدر قادیان — شمارہ ۳۶

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516

POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۷ ہجری ⁕ ۵ تبوک ۱۳۷۵ ہش ⁕ ۵ ستمبر ۱۹۹۶ عیسوی

1504. Engr. M.Salam E.E.,
Power System Planning Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
MLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لندن (ایم۔ ٹی۔ اے) ۳۰ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں یورپ کے بعض ممالک کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی درازئ عمر مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

وہ دن دُور نہیں جبکہ سینیگال (مغربی افریقہ) دُنیا کا پہلا احمدی مُلک ہوگا!

جرمنی میں بیس ہزار سے زائد روحانی پروانوں کا مُبارک اجتماع

حضور انور ایدہ اللہ کے خطابات، مجالسِ عرفان اور جلسہ کی تمام کاروائی مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے نشر کی گئی۔

الحمدللہ کہ جرمنی کے شہر من ہائیم میں جماعت احمدیہ جرمنی کا ۲۱ واں جلسہ سالانہ نہایت شان وشوکت اور رُوحانی عزم و دولہ کے ساتھ ۲۳، ۲۴، ۲۵ اگست بروز جمعہ ہفتہ اتوار تین روز تک جاری رہ کر بخیر و عافیت اختتام کو پہنچا اس جلسہ کی خاص بات یہ رہی کہ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت شرکت فرمائی اور اپنے خطابات سے نوازا۔ اسی طرح اس جلسہ کی تینوں روز کی تمام کاروائی براہ راست مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ٹیلی کاسٹ کی گئی جس کے تراجم دُنیا کی [illegible] زبانوں میں ساتھ ساتھ کئے جاتے رہے۔

[illegible] جلسہ کا افتتاح حضورِ انور نے اپنے خطبہ جمعہ سے فرمایا خطبہ جمعہ سے قبل حضور فلیگ پوسٹ پر تشریف لے گئے اور بھارتی وقت کے مطابق شام ساڑھے پانچ بجے لوائے احمدیت لہرایا۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے عشقِ الٰہی اور اس کے حصول کے ذرائع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ۲۴ اگست کو دوسرے روز حضور پُر نور نے جلسہ مستورات سے خطاب فرمایا۔ تیسرے روز کے اپنے اختتامی خطاب میں حضور نے خاص طور پر جماعت احمدیہ جرمنی کی مہمان نوازی کی تعریف فرمائی۔ اس خطاب میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے حوالہ سے وصالِ الٰہی کے مضمون پر دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ ان خطابات کے علاوہ تینوں روز کے پروگرام میں حضور کی تین مجالس سوال و جواب منعقد ہوئیں پہلی مجلس بوزنین اور البانین افراد کے ساتھ دوسری مختلف قومیتوں کے افراد کے ساتھ اور تیسری جرمن بولنے والے افراد کے ساتھ۔

جلسہ میں جرمنی اور اردو زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔ عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے جرمن زبان میں "ہمارے معاشرے میں احمدی مسلمانوں کا عملی نمونہ" کے عنوان سے مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی نے "اسلامی اصول کی فلاسفی۔ حیات بعد الموت" کے موضوع پر اور مکرم سید نفیر شاہ صاحب چیئرمین ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل نے "ہمارا روحانی و اصلاحی نظام" کے عنوان پر تقاریر فرمائیں۔

تینوں روز کے اجلاسات تلاوت قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے شروع ہوتے رہے۔ باقاعدہ نماز تہجد اور درس الحدیث کا انتظام کیا گیا۔ امسال گزشتہ سال کی نسبت حاضری میں غیر معمولی اضافہ رہا بیس ہزار سے زائد مختلف قوموں کے نمائندے جلسہ میں شامل ہوئے یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اس جلسہ میں سینیگال مغربی افریقہ کے دس ممبران پارلیمنٹ اور دو فوجی جرنیل شامل ہوئے۔ چند سال قبل سینیگال میں جماعت احمدیہ کوئی قابلِ ذکر حیثیت میں نہ تھی۔ پورے ملک میں صرف پانچ ہزار احمدی افراد تھے اللہ تعالےٰ نے رؤیا کے ذریعہ حضور انور کو اس ملک میں ترقی کی خبر دی چنانچہ اب اللہ کے فضل سے اس ملک میں تین لاکھ سے زائد احمدی آبادی ہے جبکہ ۲۶ ممبران پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر احمدی ہو چکے ہیں۔ حضور انور نے ایک ممبر پارلیمنٹ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جس تیزی سے سینیگال میں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس سے اُمید ہے کہ وہ دن دُور نہیں جبکہ سینیگال دُنیا کا پہلا احمدی ملک ہوگا۔ انشاء اللہ وباللہ التوفیق

گزشتہ صرف ایک سال میں ۴ مزید ممالک میں احمدیت کا نفوذ

۲۲۰۱ نئی جماعتوں کا قیام، ۱۱۷ نئی مساجد کی تعمیر

۱۰۵۰ بنی بنائی مساجد نمازیوں سمیت مل گئیں

فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں ۷ لاکھ ۳۵ ہزار ۳۸ نئے افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی افضال و انعامات اور اس کی نصرت و تائید کے واقعات کا نہایت روح پرور ایمان افروز تذکرہ

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ)

(قسط اول)

۲۷ جولائی بروز ہفتہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے، تیسرے اجلاس کا آغاز سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فیروز عالم صاحب آف بنگلہ دیش نے کی اور اس کا ترجمہ محمد الیاس منیر صاحب (سابق اسیر راہ مولیٰ) نے پڑھا۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے عزیزم محمد الیاس منیر صاحب کو اپنے پاس کھڑا کر کے فرمایا، جو اسیران راہ مولا ساہیوال کے نام سے مشہور ہیں ان کے یہ سردار تھے، خدا کے فضل سے۔ اور جب ان کی گردنوں پر پھانسی کا شکنجہ کس دیا گیا اور اطلاع ملی کہ اب کوئی نجات کی راہ دکھائی نہیں دیتی اور حکومت تلی بیٹھی ہے کہ ان کو ضرور پھانسی دے گی۔ اس وقت میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ الیاس منیر کو میں ایک کھلی شاداب جگہ میں جہاں درختوں کے سائے ہیں بڑی محبت سے مل رہا ہوں۔ میں نے اس پر اسی وقت اعلان کیا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ اب یہ اسیران راہ مولا آزاد ہو کر ہمیں ملیں گے اور اس وقت کسی کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی۔ جب اسیران راہ مولا کا ایک گروہ جس میں چار اسیران تھے دو سال پہلے یہاں مجھ سے ملے۔ ان سب سے میں گلے لگا تھا اور الیاس منیر کی باری میں نے رکھ چھوڑی تھی۔ اگرچہ بارہا جرمنی جانے کا موقعہ ملا مگر مجھے رؤیا میں تصور دکھایا گیا تھا وہ ایک ہی جگہ تھی اس لئے باوجود ان خبروں کے کہ ان کو یہاں آنے کا ویزہ نہیں مل سکتا۔ ہر کوشش ناکام ہو گئی ہے میں ان کا انتظار کرتا رہا کہ یہاں آئیں تو ان کا قرض اتاروں گا۔ اب میں اس کو گلے لگاتا ہوں اور اللہ کے اس انعام کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے بہت پہلے مجھے یہ خوش خبری دی تھی آج سارا زمانہ دیکھ رہا ہے کہ اللہ کی وہ بات پوری ہوئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے پھر عزیزم الیاس منیر صاحب کو دیر تک گلے لگائے رکھا۔ یہ بہت رقت آمیز منظر تھا۔ حضور نے ان کی پیشانی پر بوسہ بھی دیا۔ بعدازاں چوہدری محمد الیاس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے بعض منتخب اشعار پڑھے۔ اور پھر حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان !
مورخہ ۵ ر تبوک ۱۳۷۵ ہش !

دیوبندی چالوں سے بچئے !

(۱۰)

تسلسل کیلئے دیکھیں بدر مجریہ ۸ ر اگست ۱۹۹۶ء

الحمدُ لِلّٰہ کہ " دیوبندی چالوں سے بچئے ! " عنوان کے تحت بدر کے گزشتہ شماروں میں جو اقساط شائع ہو چکی ہیں انہیں علمی حلقوں نے بہت سراہا ہے ۔ احمدیوں سے بڑھ کر غیر احمدی احباب نے بھی یہاں تک کہ بعض غیر مسلم بھائیوں نے بھی جو دیوبندیوں کی اصل حقیقت سے آگاہ ہیں، ہمیں اپنے خطوط سے نوازا ہے.

گزشتہ دنوں چونکہ راقم الحروف کو سفر پر جانا پڑا لہٰذا اب تین اشاعتوں کے وقفے کے بعد اس تسلسل میں جو بعض اور حصص باقی ہیں، پیشِ خدمت ہیں) ۔

قارئینِ کرام ! ہم آپ کو نہایت درد بھرے دل سے بتاتے ہیں کہ ان دیوبندیوں نے جہاں شمشیرِ تکفیر کے ذریعہ مسلمانوں کو کاٹ کاٹ کر منتشر کر دیا ہے وہیں ذات ، برادری کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کو پارہ پارہ کرنے کی اور ایک دوسرے سے نفرت دلانے کی مذموم کوشش کی ہے ۔ یہ سب اُنہوں نے کیوں کیا اور اس کے پیچھے کیا سازش ہے ۔ اِس مضمون کو ہم کسی اور موقع کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں ۔ فی الحال یہ عرض کرتے ہیں کہ اسلام ہی وہ سب سے پہلا مذہب ہے جو ذات برادری کی دیواروں سے اونچا اُٹھ کر تمام انسانوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے ۔ اسلام کے نزدیک کوئی شخص ذات برادری ۔ کُنبہ یا قبیلہ کی وجہ سے مکرم و محترم نہیں بلکہ مکرم و معظم صرف متقی اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والا ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے :-

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ (الحجرات)

یعنی ۔ اے لوگو ! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے (یعنی پیدائش کے اعتبار سے سب ایک طرح سے ہی پیدا ہوئے) اور ہم نے تم کو خاندانوں اور قبائل میں صرف اور صرف اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کر سکو ۔ ورنہ یہ ذات برادری کی تقسیم کسی بڑائی اور افضلیت کی وجہ سے نہیں ہے ۔ تم میں سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے ۔

ہمارا دعویٰ ہے اور اسے ہم اللہ کے فضل سے تمام غیر مسلم دُنیا میں ڈنکے کی چوٹ کی طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلام ہی وہ پہلا اور آخری مذہب ہے جو ذات اور برادری کے بندھنوں سے اُوپر اُٹھ کر تمام بنی نوعِ انسان کو برابری کی نظر سے دیکھتا ہے ۔ اور سب کو یکساں اور مساوی حقوق عطا فرماتا ہے ۔ ورنہ دیگر مذاہب آج تک ذات برادری کی تفریق اور گروہی تقسیم کی نفرتوں کے دائرے میں اُلجھے پڑے ہیں ۔ براہمن کھتری سے متنفر ہے تو ویشہ شودر کو انسان نہیں سمجھتا ۔ شادیاں کرنا تو درکنار یہ قومیں ایک دُوسرے کے برتن میں کھا پی بھی نہیں سکتیں ۔ ! عیسائیوں میں بھی آج تک کالے گورے میں نفرت بھری تفریق کی جاتی ہے ۔ یہود کا کہنا ہے کہ ہم ہی اللہ کے محبوب اور اُس کی اولاد ہیں ۔

یہی نفرت کے بیج آج دیوبندیوں نے بھی مسلمانوں میں بونے کی کوشش کی ہے ۔ دیوبندیوں کے مجددالملت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب " دینی مسائل " کے چند اقتباس ہمیں عثمان آباد مہاراشٹر کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھجوائے ہیں جو ہم اُن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں ۔ کتاب " دینی مسائل " مکتبہ الحسنات دہلی کی چھپی ہوئی ہے ۔ جس کے صفحہ ۳۰۳ تا صفحہ ۳۰۵ سے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں ۔

مذکورہ کتاب کے حصہ " کتاب النکاح " میں بعنوان " کون آدمی اپنے اور اپنے میل کے ہیں اور کون نہیں " لکھا ہے :-

" مسئلہ نمبر ۱ ۔ شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے ۔ یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجے کا اور اُس کی ٹکر کا نہیں ہے ۔

مسئلہ نمبر ۲ ۔ برابری کئی قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک تو نسب میں برابر ہونا ۔ دوسرے مسلمان ہونے میں ۔ تیسرے دینداری میں ۔ چوتھے عمر میں ۔ پانچویں پیشے میں ۔

مسئلہ نمبر ۳ ۔ نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ ۔ سیّد ۔ انصاری ۔ اور علوی ۔ یہ سب ایک دُوسرے کے برابر ہیں ۔ اگرچہ سیّدوں کا رُتبہ اَوروں سے بڑھ کر ہے ۔ لیکن اگر سیّد کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہی گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا ۔ بلکہ یہ بھی میل ہی ہے ۔

مسئلہ نمبر ۴ ۔ نسب میں اعتبار باپ کا ہے ۔ ماں کا کچھ اعتبار نہیں ۔ اگر باپ سیّد ہو تو لڑکا بھی سیّد ہے ۔ اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے ۔ ماں چاہے جیسی ہو ، اگر کسی سیّد نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سیّد ہوئے اور باعتبارِ شرع (شرع دیوبندی ۔ ناقل) کے سب ایک ہی میل کے کہلائیں گے ۔

مسئلہ نمبر ۵ ۔ مُغل پٹھان سب ایک قوم ہیں ۔ اور سیّدوں کے ٹکر کے نہیں ۔ اگر شیخ یا سیّد کی لڑکی ان کے ہاں بیاہ گئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہُوا ۔

مسئلہ نمبر ۶ ۔ مُسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مُغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے ۔ شیخوں ، سیّدوں ، علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ۔ تو جو شخص خود مُسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر نہیں جو خود بھی مُسلمان ہے ۔ اس کا باپ بھی مُسلمان تھا ۔ اور جو شخص خود بھی مسلمان ہے اور اُس کا باپ بھی مُسلمان ہے لیکن اس کا دادا مُسلمان نہیں ۔ وہ اُس عورت کے برابر نہیں جس کا دادا بھی مُسلمان ہے ۔

مسئلہ نمبر ۷ ۔ پیشہ میں برابری یہ ہے کہ جُلاہے درزی کے میل اور جوڑ کے نہیں ۔ اسی طرح نائی ، دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں ۔"

مذکورہ مسائل میں دیوبندیوں کے مجدد الملت نے مُسلمانوں کو ذات پات اور برادری کے لحاظ سے اُونچا اور نیچا ثابت کیا ہے ۔ یعنی

(i) ــــ سیّد ، شیخ ، علوی اور انصاری اُونچی ذات کے ہیں اور مُغل اور پٹھان نیچے درجے کی ذات کے ہیں ۔ اب چاہے کوئی مُغل یا پٹھان کتنا ہی دیندار ہو اور مخلص ہو اور ایک سیّد اور علوی خواہ کتنا ہی بدعمل ہو مُغل اور پٹھان بہرحال سیّد ، علوی اور انصاری سے نیچے درجے کا ہی کہلائے گا ۔

(ii) ــــ اسی طرح مسئلہ نمبر ۶ کے مطابق جو لوگ اپنے باپ دادوں کے مُسلمان ہونے کی وجہ سے پیدائشی مُسلمان ہیں وہ ہر صُورت میں اُن لوگوں کی نسبت جو بعد میں خود ایمان لائے افضل اور مکرم و محترم قرار پائیں گے ۔ گویا سیّد علوی ، انصاری کے گھر میں پیدا ہونا یا کسی مُسلمان کے گھر پیدا ہونا دیوبندیوں کے نزدیک افضلیت کا نشان ہے ۔ واہ دیوبندیو ! تم نے اسلام میں نئے شامل ہونے والوں کی خوب حوصلہ افزائی کی ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تم نئے اسلام قبول کرنے والوں کی کیا حوصلہ افزائی کرو گے تمہارے نزدیک تو دیوبندیوں کے علاوہ باقی بنے بنائے مُسلمانوں کو کافر کہنا بھی ثواب کا کام ہے ۔

اسی طرح مسئلہ نمبر ۷ میں پیشے کے اعتبار سے بھی مُسلمانوں کو اُونچے درجے کا اور گھٹیا درجے کا بتایا گیا ہے یعنی جُلاہے اور نائی کو درزی کی نسبت گھٹیا درجے کا قرار دیا گیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی ہندوؤں کی منوسمرتی سے بے حد متاثر ہیں ۔ اور قرآنِ مجید کو چھوڑ کر ہندوؤں کی منوسمرتی کو مُسلمانوں پر لاگو کرنے کے لئے بے تاب ہیں ۔ منوسمرتی میں بھی صاف لکھا ہے کہ انسان پیدائش کے اعتبار سے افضل و غیر افضل ہوتا ہے ۔ منوسمرتی بتاتی ہے کہ پیدائشی ہندو افضل ہیں اور بعد میں ہندو دھرم میں شامل ہونے والے سب لوگ شُودر اور نیچ ذات کے ہیں ۔ بالکل اسی طرح دیوبندیوں کے مجدد الملت کہتے ہیں کہ پیدائشی اعتبار سے جو مسلمان ہے وہ بہرحال بعد میں مُسلمان ہونے والے کی نسبت افضل ہے ۔ منوسمرتی کا بھی یہ کہنا ہے کہ براہمن پیدائش کے اعتبار سے افضل ہے اور کھتری دُوسرے درجے کے ہیں ۔ بالکل یہی بات مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں کہ سیّد ۔ شیخ ۔ علوی اور انصاری پہلے درجے کے اور مُغل و پٹھان دُوسرے درجے کے ہیں ۔

اب برادرانِ اسلام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ اُنہوں نے دیوبندیوں کی منوسمرتی والی شریعت کو قبول کرنا ہے یا قرآنِ مجید کی اُس شریعت کو قبول کرنا ہے جس میں کسی سیّد ، انصاری ، مُغل ، پٹھان یا پیدائشی مُسلمان کو افضل نہیں قرار دیا گیا بلکہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ فرما کر صرف اور صرف متقی کو معزز و مکرم و افضل و برتر قرار دیا گیا ہے ۔ اگر دیوبندی بھُول چکے ہوں تو نئے سرے سے سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خُطبہ حجۃ الوداع کا مطالعہ کریں ۔ قرآن مجید کی سُورۃ الحجرات کو گہری نظر سے پڑھیں ۔ مگر قرآنِ مجید کا صحیح عرفان بھی دراصل تقویٰ و طہارت والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے ۔ اللہ فرماتا ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ : ۸۰) کہ قرآنِ مجید کا صحیح علم اور سچا عرفان پاکباز لوگوں کو ہی نصیب ہو سکتا ہے ۔ اور دوسرے تو اس کو چھُو بھی نہیں سکتے ۔ اور اگر چھُوئیں گے تو اپنی نیتوں کے فساد کے نتیجہ میں صحیح مفہوم تک نہیں پہنچ سکیں گے ۔ پس یہ ہے ذات ، برادری ، قوم و نسل اور پیشے کے اعتبار سے دیوبندی تفریق اور دیوبندی شرع ــ !!

(باقی)

(مُنیر احمد خادم)

اَمرناتھ یاتریوں کا افسوسناک سانحہ !

ہر سال ماہِ اگست میں ہزاروں ہندو یاتری اَمرناتھ میں اپنی مخصوص عبادت کیلئے جموں سے سرینگر اور پہلگام سے ہوتے ہوئے دشوار گزار پہاڑی راستوں کو طے کرتے ہیں ۔ ان میں سے بہت سے یاتری ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں نہ تو پہلے سے ان مشکل راستوں کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی کشمیر کے برفانی پہاڑوں کے شدید سرد موسم سے وہ واقف ہوتے ہیں ۔ ننگے بدن اپنی یاترا کے شوق میں مگن یہ یاتری پیدل یا پھر گھوڑوں پر یہ راستہ طے کرتے ہیں ۔

اِس سال کی شدید بارش اور پہاڑوں پر بے موسم گرنے والی برف نے جہاں راستوں کو اَور بھی دُشوار بنا دیا تھا وہاں برف گرنے کی وجہ سے شدید سردی ہو گئی اور ہزاروں یاتری ان پہاڑی راستوں میں پھنس گئے ۔ ایک جمِّ غفیر کے لئے کھانے پینے اور موسم کی سختی کے باعث بیمار ہو جانے پر دوائیوں اور آرام کا مسئلہ کھڑا ہو گیا ۔ نتیجۃً کئی یاتریوں کو اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے ۔ یقیناً یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے اور ہم ایسے تمام خاندانوں سے اِس سانحہ پر اظہارِ افسوس کرتے ہیں جن کے افراد اِس موقعہ پر وفات پا گئے ہیں ۔

ہر مذہب میں یاترا اور زیارت کے مخصوص طور طریقے پائے جاتے ہیں ۔ ایک کو دوسرے کے طریقوں سے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

سب سے اعلیٰ نمونہ جو اطاعت لینے والے کا نمونہ ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نمونہ ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۸ جون ۱۹۹۶ء مطابق ۲۸ احسان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمن واشنگٹن (امریکہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

(سورہ التوبہ: ۱۲۸ تا ۱۲۹)

آج جماعت ہائے احمدیہ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کا تین روزہ اڑتالیسواں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور آج ہی جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا بھی تین روزہ ساتواں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے پس اس موقع پر جب کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے عالمی روابط قائم کر دیئے ہیں میں دونوں جلسوں کے مبارک آغاز کا آج جمعہ کے دن اعلان کرتا ہوں۔ جہاں تک آج کے خطبے کے موضوع کا تعلق ہے یہ وہی موضوع ہے جو آج سے پہلے دو تین خطبوں میں جاری ہے۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ اس کثرت سے پھیلا رہا ہے اور اس تیزی سے نئی قومیں اور نئے ممالک کے بسنے والے جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں کہ میرے نزدیک اب سب سے بڑا اہم مسئلہ ان کی تربیت کا ہے۔ اور تربیت کے تعلق میں سب سے اہم مضمون اطاعت کا مضمون ہے کہ آنے والوں کو اطاعت کے آداب سکھائے جائیں اور وہ جنہوں نے انہیں دین سکھانا ہے انہیں اطاعت کروانے کے آداب سکھائے جائیں۔ ورنہ بہت سی غلط فہمیاں ایسی پیدا ہو سکتی ہیں جو نئے آنے والوں کو اسلام اور اسلام کے نظام سے متنفر کر دیں یا کم سے کم سخت غلط فہمیوں میں مبتلا کر دیں۔ علاوہ ازیں جماعت میں پرانے داخل ہونے والوں کو بھی اس بات کی ضرورت رہتی ہے کہ بار بار ان کے سامنے اس مضمون کو تازہ کیا جاتا رہے۔

اطاعت کے تعلق میں گزشتہ دو خطبوں سے پہلے ایک خطبات کا سلسلہ شروع کیا تھا اس میں اطاعت کے تمام پہلوؤں پر قرآن کریم اور سنت کے حوالے سے روشنی ڈالی تھی۔ اب میں ان لوگوں کے فرائض کا یا ان ذمہ دار افسروں کے فرائض کا ذکر کر رہا ہوں جو اطاعت لینے پر مامور کئے گئے ہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کی اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے اسے خود بھی اپنے اندر بعض صلاحیتیں پیدا کرنا ہے جن صلاحیتوں کے بغیر وہ حقیقت میں کسی کو اطاعت کے آداب سکھا ہی نہیں سکتا، نہ کسی مطیع سے اس رنگ کی اطاعت کروا سکتا ہے جو اطاعت اسلام چاہتا ہے۔ چنانچہ سب سے اعلیٰ نمونہ جو اطاعت لینے والے کا نمونہ ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نمونہ ہے۔ سب سے زیادہ جس کی اطاعت فرض تھی سب سے زیادہ اطاعت لینے کے گر اسی نے سکھانے تھے اور اسی نے سکھائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے انداز امارت میں اتنی دلکشی ہے اور اتنا گہرا جاذب حسن ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ امارت سے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے بلکہ غیر معمولی طاقت اور جذب کے ساتھ لوگوں کو اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو کچھ عرصے سے میں نے جاری کیا ہے۔ اب اسی کے کچھ اور پہلو ہیں جو آج انشاء اللہ میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

اطاعت جیسا کہ میں نے بیان کیا دنیا میں اگر کبھی کسی کی ہمیشہ کے لئے فرض ہوئی ہے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اطاعت ہے کیونکہ قیامت تک آپ کی امارت کا دور ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس پہلو سے آپ حقیقتاً وہ زندہ رسول ہیں جن کی اطاعت سے سر مو بھی انحراف کی طاقت نہیں ہے اور اجازت نہیں ہے۔ ان غیر معمولی امارتوں کی صلاحیتوں کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو فطرتاً نصیب تھیں اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً وحی کے ذریعے آپؐ پر امارت کے اسلوب روشن فرمائے۔ اور وہی آیات ہیں جن کے حوالے سے میں اس مضمون کو جماعت پر کھول رہا ہوں۔ آج کے لئے جس آیت کا میں نے انتخاب کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لقد جآء کم رسول من انفسکم"۔ دیکھو تم میں ایک رسول آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے۔ اور وہ شخص جو تم ہی میں سے ہے اس کی اطاعت تم پر لازم کر دی گئی ہے۔ لیکن تم میں سے ہونے کے باوجود وہ کچھ مختلف صفات رکھتا ہے۔ ایسی عظیم الشان صفات ہیں جو اسے تم میں سے ہونے کے باوجود تم سے جدا بھی کر رہی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے "عَزِیز علیه مَا عَنِتم" جب بھی تمہیں کوئی دقت پیش آئے جب بھی تم کسی مشکل میں مبتلا ہو اس پر یہ بات شاق گزرتی ہے۔ ہر اس شخص کی تکلیف جس کا آپؐ کو مطاع بنایا گیا آپ کے دل پر چوٹ لگاتی ہے اور آپ کے اندر کرب کے آثار پیدا کر دیتی ہے۔ صرف انہی کی نہیں جو آپؐ کے غلام ہوئے بلکہ ان کی بھی جن تک آپؐ کا پیغام پہنچنا تھا اور جن تک پیغام پہنچنے کے باوجود یہ مقدر تھا کہ وہ انکار کر دیں گے ان کے انکار کا تصور بھی آپ کو اذیت پہنچاتا ہے۔

پس یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ہر امیر کو اپنے دل اور اپنے نفس میں ٹٹولنا چاہئے کہ موجود ہے بھی کہ نہیں۔ اور یہ وہ بنیادی صفت ہے جو اسلامی اطاعت کے تصور کو ڈکٹیٹرشپ کے تصور سے بالکل جدا کر دیتی ہے۔ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کے رنگ دیکھ کر بسااوقات غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں یعنی وہ لوگ جو غیر ہیں اور بعض مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے تو ایک بہت ہی خطرناک اور مکمل ڈکٹیٹرشپ کا نظام پیش کیا ہے۔ دیکھو جیسی اطاعت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی آپ کے زمانے میں کی گئی اور جس طرح ہر فرد بشر اپنے آپ کو آپؐ کے حکم کے تابع سمجھتا تھا اتنی سخت اطاعت تو دنیا کی کسی ڈکٹیٹرشپ میں نہ دیکھی گئی، نہ سنی گئی۔ پس گویا اسلام ایک شخصی حکومت کی اور ایسی شخصی حکومت کی بنیاد ڈال رہا ہے جس کی نظیر انسانی شخصی حکومتوں میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ یہ ایک محض سطحی اعتراض ہے اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ اور یہ وہ اعتراض ہے جس کو آج پیش نظر رکھ کر میں وضاحت کے ساتھ ڈکٹیٹرشپ اور اسلامی نظام امارت میں فرق کر کے دکھانا چاہتا ہوں۔

کچھ امور تو وہ ہیں جن کا قرآن کریم نے یہاں ذکر فرمایا یعنی وہ شخص جو ہمہ وقت اپنے پیچھے چلنے والوں، اپنے مطیع افراد جماعت کے لئے بے چین رہے اور بے قرار رہے، ایک ادنیٰ سی تکلیف ان کی اسے ہمیشہ گہری تکلیف میں مبتلا کر دے اس شخص کے متعلق ڈکٹیٹرشپ کا کوئی تصور ممکن ہی نہیں۔ کوئی دنیا کا ڈکٹیٹر دکھائیں تو سہی جسے ان لوگوں کے تعلق میں جن پر اسے حکومت نصیب ہو ایسی لگن لگ جائے ان کی تکلیفوں کے احساس کی کہ کوئی دور کسی جگہ بھی مصیبت میں مبتلا ہو تو یہاں وہ خود بے قرار ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے صحابہ سے وہ توقعات رکھیں جو آپؐ اپنے دل میں، اپنی ذات میں محسوس فرمایا کرتے تھے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جو خود تھے ویسا ہی دوسروں کو بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ اور بسااوقات آپؐ کا یہ انداز تھا کہ نیکی کی باتیں اپنی ذات سے منسوب کرنے کی بجائے مثالوں کی صورت میں بیان فرمایا کرتے یا صحابہ سے توقعات کی صورت میں بیان فرمایا کرتے۔ مثلاً یہ کہنے کی بجائے کہ میں وہ ہوں جس کے متعلق خدا نے یہ کہا ہے آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت، مومنوں کی جماعت کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک بدن ہو اور سب ایک بدن کے اعضاء ہوں۔ اگر کسی کے پاؤں کی انگلی کے کنارے پر بھی کانٹا چبھے تو سارا بدن اس سے اذیت محسوس کرے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ مثال جب تک حضرت اقدسؐ کی اپنی ذات کی نہ ہو آپؐ آگے بیان فرما ہی نہیں سکتے تھے۔ اور سب سے زیادہ یہ مثال خود آپؐ کی ذات پر چسپاں ہوتی تھی۔ کسی مومن کی کوئی تکلیف آپؐ کے لئے قابل برداشت نہیں تھی۔ پس آپؐ نے جب خود اپنے متعلق کھول کر بات بیان نہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذات کے متعلق کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی۔ "عزیز علیه ما عنتم" تمہیں بسااوقات خیال بھی نہیں ہوگا کہ تم تکلیف میں مبتلا ہو اور کوئی تمہارے لئے بے قراری سے راتوں کو جاگ کر دعائیں کر رہا ہے۔ لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جیسا مطاع تمہیں نصیب ہوا ہے کہ تمہاری خاطر، تمہاری تکلیفوں میں مبتلا رہتا ہے۔ "حریص علیکم" تمہارے لئے حریص ہے۔ یعنی صرف تمہاری تکلیف کے احساسات میں شدت نہیں رکھتا بلکہ تمہاری بھلائی کے خیال میں ایک حریص کی طرح اس کی حالت ہے۔ حریص ایسے شخص کو کہتے ہیں جسے ایک طلب کی لگن لگ جائے جو اور چاہے، اور چاہے اور پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے۔ تو فرمایا تمہارے متعلق خیر کی ایسی تمنا اس کے دل میں ہے کہ جتنی بھی تمہیں خیر عطا ہو اس سے اور بڑھ کر یہ تمہارے لئے چاہتا ہے۔ پس تکلیف کا

یہ احساس اور خیر کی یہ تمنا کیا کبھی دنیا کے کسی ڈکٹیٹر میں ایسی یا اس سے کروڑواں حصہ بھی دکھائی دی ہے۔

ڈکٹیٹر اگر کچھ تعلق اپنی ذات کا رکھتے ہیں تو ان لوگوں سے جو ان کی سچی جھوٹی ہر بات مان کر ان کے مظالم میں ان کے شریک اور ان کی حکومت کی بقاء کے لئے ہر دوسرے پر ہر ظلم کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی امارت کا اس بات سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

ہم نے تمام دنیا میں اسلامی اطاعت کی روح پیدا کرنی، اس کے نمونے دکھانے ہیں۔ اور تمام دنیا میں اسلامی اطاعت حاصل کرنے کے سلیقے حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے حوالے سے بتلانے ہیں۔

پھر فرمایا "**حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم**" یہاں "**علیکم**" کے لفظ نے یہ بتا دیا کہ آپؐ کا یہ رجحان تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ کیونکہ جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے ان کے متعلق الگ مضمون بیان فرمایا گیا ہے "**بالمؤمنین رؤف رحیم**" یعنی اس آیت کا خطاب دراصل تمام بنی نوع انسان سے ہے۔ "**لقد جآء کم رسول من انفسکم**" اے بنی نوع انسان تم ہی میں سے ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے، مبعوث فرما دیا گیا ہے۔ وہ تمہاری ہر تکلیف کے لئے پریشان رہتا ہے۔ تمہاری ہر تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اور تمہارے لئے خیر کا اتنا خواہاں ہے کہ گویا اسے حرص لگ گئی ہے۔ اور جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے رؤف رحیم ہے۔ رؤف خدا کا نام ہے، خدا کی صفت ہے اور رحیم بھی خدا کی صفت ہے۔ یہ وہ خاص موقع ہے جہاں صفات باری تعالیٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا ہے یا آپؐ کی ذات میں ان صفات کا اطلاق دکھایا گیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس آیت کے حوالے سے اس مضمون پر بہت روشنی ڈالی کہ یہ ایک غیر معمولی آیت ہے جو خدا کی صفات رؤف اور رحیم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی ذات میں جاری دکھاتی ہیں۔ یعنی مومنوں کا جہاں تک تعلق ہے اس کی رافت گویا خدا کی رافت ہے۔ مومنوں کا جہاں تک تعلق ہے اس کی رحمت گویا خدا کی رحمت ہے۔ لیکن اس لگن میں جو مومنوں کی تکلیف کے خیال کی لگن بھی ہے اور ان کی بھلائی دیکھنے کی لگن بھی ہے ایک ادنیٰ سا بھی تعلق اپنے نفس کا شامل نہیں۔ کوئی غرض یہ نہیں ہے کہ اگر میں اس طرح سلوک کروں گا تو میری اطاعت کی جائے گی۔ جہاں تک آپؐ کی اطاعت کا تعلق ہے آپؐ جانتے ہیں کہ محض خدا کی خاطر میں اطاعت کا حق دار ہوں اور میری رافت اور رحمت کا اطاعت حاصل کرنے سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں اس سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ فرمایا "**فان تولوا**" پس اگر یہ لوگ پھر بھی اور تیری طرف پیٹھ پھیر کر چلے جائیں "**فقل حسبی اللہ**" کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں تم پر اس لئے مہربان تھا، اس لئے رؤف اور رحیم تھا کہ تمہاری اطاعت چاہوں اور مجھ سے ذاتی تعلق کی وجہ سے تم میرے زیادہ مطیع ہو جاؤ۔ "**فقل حسبی اللہ**" اللہ میرے لئے بہت کافی ہے "**لا الٰہ الا ھو**" اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس میں ہر جھوٹے معبود کا انکار کرتا ہوں۔ مجھے اور کسی پر نہ توکل ہے، نہ کسی کی ضرورت ہے "**علیہ توکلت**" اسی پر میں توکل کرتا ہوں "**وھو رب العرش العظیم**" اور وہ بڑے عظیم عرش کا رب ہے۔

اب عرش کا رب کہنے میں یہاں کون سی حکمت ہے جو اس مضمون کے ساتھ اس بیان کو باندھ رہی ہے۔ اس میں عرش تخت کو کہتے ہیں اور اطاعت کروانے کا مضمون تخت سے تعلق رکھتا ہے۔ شہنشاہی کے تصور کے ساتھ امارت کا تعلق ہے جو اٹوٹ تعلق ہے۔ جہاں بھی آپ بڑے عظیم شہنشاہ یا بادشاہ یا جابر کی بات کرتے ہیں وہاں اس تخت کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے جس پر بیٹھ کر وہ حکومت کرتا ہے۔ فرمایا کہ میں تمہاری چند لوگوں کی اطاعت پر کیسے نازاں ہو سکتا ہوں تم کرو یا نہ کرو میرا اس ذات سے تعلق ہے جو رب العرش العظیم ہے۔ جس کی تخت گاہ کائنات میں ہر چیز پر حاوی ہے اور کوئی ادنیٰ ذرہ بھی کائنات کا اس کی اطاعت اور اس کی عظمت سے باہر نہیں ہے۔ پس میں اگر تمہارا مطاع بنایا گیا ہوں تو اپنی ذات کی وجہ سے نہیں رب عرش عظیم کے تعلق کی وجہ سے بنایا گیا ہوں۔ تمہاری خاطر میں قربانیاں دوں گا، قربانیاں دیتا ہوں، تم پر مہربان ہوں، مہربانی کا سلوک کرتا رہوں گا مگر اس وجہ سے نہیں کہ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تمہیں میری ضرورت ہے۔ اس لئے کہ میں رب عرش عظیم کا نمائندہ ہوں۔

یہ وہ پہلو ہے امارت کا جس کو ہمیں ہر احمدی امیر میں دیکھنا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر وہ لوگ جو اطاعت کرتے ہیں انہیں نہ اطاعت کا سلیقہ عطا ہو سکتا ہے، نہ حوصلہ مل سکتا ہے، نہ ان کا دل ہر قسم کی نفسانی ملونی سے پاک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اطاعت کرنا ایک مشکل کام ہے۔ اطاعت کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ہر انسان اپنی انا کا غلام ہے۔ اور جب اس کی انا کسی اور کی راہ میں حائل ہوتی ہے تو ہمیشہ انا دل میں ایک کہرام مچا دیتی ہے۔ ہر اطاعت کے وقت اس کا دل چاہتا ہے کہ میں آزاد ہوں ہر قسم کی غلامی سے باہر نکل آؤں۔ پس یہ جو آزادی کا پیغام انا دیتی ہے وہ ہر دوسرے کی اطاعت سے متصادم ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تک دنیا کی اطاعتوں کا تعلق ہے یہ انا ضرور سر اٹھاتی ہے مگر اندر ہی اندر بڑبڑاتی رہتی ہے اگر زور نہ چلے اور جب بس چلے وہ اطاعت کا جوا اتار پھینکنے کی پوری کوشش کرتی ہے۔

پس یہ بھی ایک فرق ہے جو ڈکٹیٹرشپ کی اطاعت اور اللہ کی طرف سے ماموروں کی اطاعت کا فرق ہے۔ وہاں انا کو دبانے کے لئے تمام بیرونی سامان مہیا ہوتے ہیں تمام بیرونی طاقتیں ڈکٹیٹروں اور جابروں کے ہاتھوں کو یا دست قدرت کو نصیب ہوتی ہیں۔ وہ جو چاہیں کریں جیسے چاہیں کریں۔ اور جتنا وہ بڑا ڈکٹیٹر کوئی ہو اتنا ہی زیادہ مطیع کے دل میں بغاوت کے جذبات بھڑکتے رہتے ہیں۔ اور جب ایک ڈکٹیٹر اپنی کرسی کو چھوڑتا ہے خواہ وہ مر کر چھوڑے یا کسی اور ذریعے سے تو وہ نفرت کے دبے ہوئے جذبات یک دم اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر جس اطاعت کا ذکر میں کر رہا ہوں یعنی اللہ کی طرف سے ماموروں کی اطاعت، مامور من اللہ کی اطاعت اس اطاعت کا بالکل برعکس حال ہے۔ وہاں ان صفات کا انسان جن کا بیان ان آیات میں کیا گیا ہے وہ نہ تو اطاعت لینے کی خاطر ان پر مہربان ہوتا ہے اور نہ ان کے عدم اطاعت کے جذبات سے ایک ذرہ بھر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

اور ایک اور بڑا فرق یہ ہے کہ اس کی اطاعت باوجود اس کے کہ سب سے زیادہ سخت ہے پھر بھی ایک آزادی کا پہلو بھی اپنے اندر رکھتی ہے۔ جو چاہے اس کی اطاعت سے جب چاہے پھر کر، پیٹھ پھیر کر الگ ہو جائے۔ اور اس کا اختیار ہر اطاعت کرنے والے کو دیا گیا ہے "**من شآء فلیؤمن و من شآء فلیکفر**"۔ "**فان تولوا**" میں یہی مضمون بیان ہوا، فرمایا کہ تجھ میں جو اطاعت کروانے کی غیر معمولی طاقتیں پائی جاتی ہیں اس کے باوجود ہم نے تیری اطاعت کرنے والوں کو کھلی اجازت دی ہے جب چاہیں وہ تیری طرف پیٹھ پھیر کر تجھ سے الگ ہو جائیں۔ اور اس اجازت کے نتیجے میں جو لوگ تجھے چھوڑیں گے ان کے متعلق ہماری ہدایت یہ ہے کہ تو نے ذرہ بھی غم نہیں کرنا کیونکہ یہ خدا کے کام ہیں اور تیری طرف پیٹھ پھیر کر جانے والے حقیقت میں اللہ کی طرف پیٹھ پھیر کر جاتے ہیں۔ ان کا حساب اللہ پر ہے۔ تجھے نہ ان کی فکر ہے نہ ان کے لئے تو جوابدہ ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بطور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کے جو مضامین ان آیات میں بیان ہوئے ہیں وہ کلیۃً اللہ کی خاطر اطاعت کے مضمون کو غیر اللہ کی اطاعت کے مضمون سے جدا کر دیتے ہیں ان میں کوئی بھی آپس میں باہمی اشتباہ باقی نہیں رہتا۔

"**علیہ توکلت**" کا مضمون پہلے بھی ایک آیت میں بیان ہوا اور وہ یہی امارت کے تعلق والی آیت تھی۔ اس سلسلے میں اب میں احمدی امراء کو اور ہر اس شخص جو کسی پر کسی کام میں، کسی دائرے میں امیر بنایا گیا ہے کچھ نصیحتیں کرنی چاہتا ہوں۔ بہت سے نئے آنے والے جماعت میں داخل ہونگے آپ ان سے توقع رکھیں گے کہ وہ نظام جماعت کا ایک اٹوٹ انگ بن جائیں۔ ایک نہ جدا ہونے والا حصہ ہو جائیں۔ وہ نظام جماعت کی اطاعت کریں اور ایک بدن کا وہ منظر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش کیا وہ کسی ایک قوم سے تعلق نہ رکھے بلکہ دنیا کی تمام قومیں ایک بدن بن جائیں۔ اور ایک بدن جہاں اپنے ہر عضو کی تکلیف میں تکلیف کا احساس رکھتا ہے وہاں اس کا ہر عضو اس کی مرکزی قیادت کی اطاعت بھی کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ اور اطاعت کا جہاں تک تعلق ہے یعنی بدن کی اطاعت کا اس کا تعلق حسیات سے ہے۔ اس حوالے سے میں اس مضمون کو مزید کھولنا چاہتا ہوں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومنوں کی جماعت سے مجھے توقع ہے کہ وہ ایک بدن کی طرح ہو جائیں۔ انگلی پر بھی کوئی زخم آئے یا گزند پہنچے تو سارا بدن اس کے لئے بے قرار ہو جائے۔ اس مضمون کا تعلق زود حسی سے ہے۔ اور زود حسی کے بغیر نہ تکلیف ساری جماعت میں یکساں محسوس ہو سکتی ہے اور نہ خوشی سب جماعت میں برابر محسوس ہو سکتی ہے۔ پس اس امر کے لئے زود حسی پیدا کرنا ضروری ہے جس کا جذبات سے تعلق ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اطاعت میں جذبات کو ایک گہرا دخل ہے اور یہ مضمون ہے جو ان آیات میں بتایا گیا ہے۔ کہ جذبات پیدا کرنا یہ امیر کا کام ہے وہاں سے جذبات شروع ہونے چاہئیں۔ اگر امیر ہمدرد ہے اگر امیر دوسرے کی تکلیف پر بے چین ہوتا ہے اگر ہر تکلیف پر اس کا ذہن از خود کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح میں اپنے زیرِ نگیں یعنی خدا کی خاطر زیرِ نگیں لوگوں کی بھلائی کے لئے تدبیریں سوچتا رہوں تو یہ وہ سچا امیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہے۔ اور ایسے امیر کے لئے محبت پیدا ہونا لازمی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ایسے امیر کی جس کا نقشہ یہاں کھینچا گیا ہے اطاعت ایک خشک منطقی اطاعت ہو۔

تمہارے اردگرد جو لوگ ہیں انہیں پاک رکھنا تمہاری امارت کی ذمہ داریوں میں سے ہے اور ان کی کمزوریوں سے صرفِ نظر کی تمہیں اجازت نہیں۔

خشک منطقی اطاعت کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ خشک منطقی اطاعت ہے جو ڈکٹیٹروں سے تعلق رکھتی ہے وہ دنیا کے بادشاہوں اور حکومتی نظاموں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں جہاں انسان چاہے جہاں بس چلے وہ اطاعت سے فرق کرے گا اطاعت سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گا اور وہاں کی اطاعتیں مجبوری کی اطاعتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ نظام کی اطاعت مجبوری تو رکھتی ہے مگر وہ ایک دل کی مجبوری ہے اور ان دو مجبوریوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک شخص کو اجازت ہو کہ وہ ایک چیز کو اختیار کرے یا دوسری کو اختیار کرے اور پھر ایک کٹھن راہ کو اختیار کر لے تو یہ محبت کے تعلق کے بغیر

ممکن نہیں۔ جب آسان راہ بھی کھلی ہو اور مشکل راہ بھی کھلی ہو تو دنیا کی حکومتیں تو مشکل راہ پر ڈنڈے کے زور سے چلاتی ہیں اور سزا کے خوف سے وہ اپنی اطاعت کا سکہ منواتی ہیں۔ مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی یہ بات ہر وہ کھلا رستہ رکھتی تھی جس رستے پر چل کر اطاعت کرنے والے ہر قسم کی تکلیف سے بچ سکتے تھے اور امن کی راہیں ان پر ہمیشہ کشادہ رہتی تھیں۔ جب چاہتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے تعلق توڑ کر وہ اپنی تکلیفوں میں کمی کر سکتے تھے بلکہ ان سے نجات حاصل کر سکتے تھے۔ پس اس اختیار کے باوجود جہاں اطاعت سے نکلنے کا رستہ بھی کھلا ہو اور اس رستے کے ذریعے ہر قسم کی تکلیفوں سے نجات کا رستہ بھی کھلا ہو پھر اطاعت کے رستے پر قائم رہنا اور تکلیفوں کو برداشت کرنا اور خوشی سے برداشت کرنا یہ محبت کے تقاضے ہیں، اس میں کوئی میکانکی حالت نہیں پائی جاتی۔

پس ڈکٹیٹرشپ کا اس قسم کی اطاعت کے ساتھ کوئی دور کا بھی علاقہ نہیں۔ کوئی پاگل ہوگا جو یہ وہم کرے کہ یہ اطاعت جس کا نقشہ اسلام کھینچ رہا ہے یہ ڈکٹیٹرشپ کی اطاعت ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بعض صحابہ کو دشمنوں نے دھوکے سے گھیر کر ان کو یا تو ایک ٹیلے پر ہی ہلاک کر دیا تیروں کے ذریعے یا بعض کو پکڑ لیا اور جن جن قبیلوں کو کوئی شکوہ تھا کہ کسی شخص نے کسی جہاد کے دوران ان کے قبیلے کے کسی آدمی کو مارا تھا یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو شخص بھی قیدی ہاتھ آئے اسے اس قبیلے کے سپرد کیا جائے، وہ اپنا انتقام لے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ایک صحابی ایک ایسے ہی قبیلے کے ہاتھ آئے جو اپنی دشمنی کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ جب ان کے قتل کا فیصلہ ہوگیا تو ان سے سوال کیا گیا کہ اب بتاؤ موت سے پہلے اگر تمہیں یہ اختیار دیا جائے کہ تمہاری جگہ محمد رسول اللہ ہوں اور وہ پکڑے جائیں اور تمہیں آزادی مل جائے تو بتاؤ تمہارا کیا فیصلہ ہوگا۔ اس نے کہا خدا کی قسم یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا، میں تصور نہیں کر سکتا کہ میری زندگی کے بدلے محمد رسول اللہؐ کو مدینے کی گلیوں میں ایک چھوٹا سا کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ وہ اطاعت ہے جو محبت کی اطاعت ہے جس کا ڈکٹیٹرشپ کی اطاعت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور پھر ان قیدیوں میں سے ایک نے آخری خواہش کا یہ اظہار کیا کہ مجھے دو نفل پڑھ لینے دو، میری دلی آخری تمنا یہی ہے کہ میں خدا کے حضور عبادت کرتا ہوا حاضر ہوں۔ پس دو نفل انہوں نے پڑھ لئے اور نیزہ ان کی چھاتی سے آر پار گزرا تو ایک ہی لفظ، ایک ہی نعرہ تھا جو ان کے مونہہ سے نکلا **فزت برب الکعبة، فزت برب الکعبة** رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ اب یہ اطاعت کیا ڈکٹیٹرشپ کی اطاعت ہے!

ہم نے جس اطاعت کے مضمون کو آج سب دنیا کو سمجھانا اور سکھلانا ہے وہ یہ اطاعت ہے جس کی میں باتیں کر رہا ہوں قرآن و حدیث اور سنت محمد رسول اللہ اور آپؐ کے صحابی کی سنت کے حوالے سے آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ اور یہ اطاعت ممکن نہیں جب تک اطاعت کروانے والا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے اسوہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مطیعوں کی محبت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ میں جب کہتا ہوں مبتلا نہ ہو جائے تو یہ ایک بے اختیار کیفیت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اس کیفیت میں مبتلا تھے اس کے سوا آپؐ کے پاس چارہ کوئی نہیں تھا۔ آپ ان لوگوں کے غم میں بے قرار ہو جایا کرتے تھے جن کی ہلاکت کے فیصلے آسمان پر ہوتے تھے۔ اور اتنے بے قرار ہوتے تھے کہ آسمان سے خدا آپؐ کو مخاطب کرکے فرماتا تھا کہ اے میرے بندے کیا تو ان دشمنوں کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کرلے گا۔ یہ بھی وہ کیفیت ہے، وہ آسمانی راز ہے جو کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم خود نہ کھولتے مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان آیات کے ذریعے ان مضامین کو ہم پر روشن فرمایا

لیکن اس کے باوجود ایک ادنیٰ بھی خوف اپنے ماننے والوں یا وہ جن کے لئے مامور تھے ان کے پیٹھ پھیر کر چلے جانے کا آپؐ کے دل میں لاحق نہیں تھا۔ اور قرآن کریم کی دوسری آیت اس مضمون کو اس طرح بیان فرماتی ہے "**لاتمنن تستکثر**" اے محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیونکہ آپؐ اولین مخاطب ہیں آپؐ کے حوالے سے دوسرے بھی مخاطب ہیں مگر اولین مخاطب آپؐ ہیں تو کبھی بھی اس غرض سے احسان نہ کر کہ اپنا رسوخ بڑھا۔ "**تستکثر**" یہاں اس تعلق میں یہ ہے۔ ہرگز اس خیال سے کسی پر احسان نہ کر کہ تو اپنا رسوخ بڑھا۔ تجھے اپنا رسوخ بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ خدا تیرے لئے کافی ہے اور وہی ہے جو ہمیشہ تیرا رسوخ بڑھاتا رہے گا۔ پس "**علیه توکلت**" کا مضمون اس بات کو کھول رہا ہے کہ اطاعت میں، اطاعت کروانے میں جذبہ محبت کا ہے جو کام کرے گا۔ جذبہ فدائیت کا ہے جو کام کرے گا لیکن ایسی فدائیت ہے جس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ انسان اس میں مبتلا ہوگیا ہے اس کا بس ہی کوئی نہیں۔

لوگ جب ماؤں کو کہتے ہیں کہ اپنے بچے کی تکلیف میں غم چھوڑ دے یا اپنے فوت شدہ بچے کے لئے اس قدر اندوہناک نہ ہو تو وہ نصیحت کرنے والوں کو محبت اور احسان کی نظر سے تو نہیں دیکھتی۔ وہ شکوے اور تکلیف کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وہ کہتی ہے تمہیں پتہ کیا ہے کہ محبت ہوتی کیا ہے۔ تم کیا جانتے ہو کہ اپنے پیاروں کے دکھ کو انسان کس مشکل سے برداشت کرتا ہے۔ پس یہ سمجھانے کے قصے نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی جب حضرت اقدس محمد رسول اللہ کو یہ سمجھایا گویا سمجھایا کہ یہ نہ کر تو ہرگز مراد یہ نہیں تھی کہ آپؐ کو باز رکھا جا رہا تھا۔ یہ ایک محبت اور پیار کا اظہار ہے۔ محض اس بات کا اظہار ہے کہ میری تیرے دل پر ہمیشہ نظر رہتی ہے اور یہ کبھی ایسا نہیں ہوا اور ایک بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ ایسی دو آیات جو نازل ہوئیں جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ دشمنوں کے لئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر ان آیات کے نزول کے بعد آپؐ نے غم چھوڑ دیا ہو۔

سورہ ہود کے متعلق فرمایا اس نے تو مجھے بوڑھا کر دیا ہے کیونکہ یہ غم بناوٹ کا غم نہیں تھا۔ جو بناوٹ کا غم نہ ہو جو بے اختیار ہو اس پر نصیحت کا کوئی اثر ویسے ہی ممکن نہیں ہے کیونکہ دل کے معاملات میں نصیحت کا کیا تعلق۔ پس وہ غلط سمجھتے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے گویا آپ کو حکم دیا کہ آج کے بعد غیروں کی فکر کرنا چھوڑ دے۔ یہ محمد رسول اللہ کی فکر ہی تو تھی جس نے دنیا کی کایا پلٹی ہے۔ اس فکرمند اور بے قرار کی دعائیں ہی تھیں جس نے ایک عظیم انقلاب برپا کرکے دکھا دیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ در حقیقت جو انقلاب عرب میں رونما ہوا جو حیرت انگیز انقلاب برپا ہوا کہ صدیوں کے مردے جاگ اٹھے اور قبروں سے باہر آگئے۔ یہ انقلاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا انقلاب تھا۔ پس خدا کیسے آپ کو بے قرار دل کی دعاؤں سے باز رکھ سکتا تھا، باز کرتا۔ یہ خیال ہی بالکل باطل اور بے حقیقت ہے۔ بعض پیار کے اظہار ہوا کرتے ہیں۔ یہ محض اللہ کے پیار کا اظہار ہے کہ میری تجھ پر نظر ہے۔ تو لوگوں کے لئے بے قرار ہے میں تیرے لئے بے قرار ہوں۔ اور ان معنوں میں خدا کا بے قرار ہونا ایک محاورہ ہی نہیں حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ارشادات سے یہ ثابت ہے کہ جس رنگ میں بھی یہ ممکن ہے ہم نہیں جانتے کہ کیسے ممکن ہے بعض دفعہ اپنے بندوں کی خوشی پر اللہ خوش ہوتا ہے اپنے بندوں کی ہنسی کے ساتھ اللہ ہنستا ہے اپنے بندوں کے غم میں خدا گویا مبتلا ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک حدیث جس کا میں بارہا ذکر کر چکا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے بعض بندوں سے پوچھے گا کہ جب میں مصیبت میں مبتلا تھا تم نے کیوں میری فکر نہ کی۔ جب میں بھوکا تھا تو نے مجھے کیوں کھانا نہ کھلایا۔ جب میں ننگے بدن تھا تو نے مجھے کیوں کپڑے نہ پہنائے۔ اس مضمون کی تفصیلی حدیث ہے۔ ہر ایسے موقع پر وہ بندہ جسے خدا مخاطب ہوگا بے قرار ہوکر جواب دے گا کہ اے رب العالمین تو کب بھوکا تھا۔ کیسے ممکن ہے کہ تو بھوکا ہو۔ تو کب ننگے بدن تھا۔ کیسے ممکن ہے کہ تو ننگے بدن ہو۔ کب تجھے بھوک اور پیاس نے تڑپایا کہ میں تیری خدمت کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ یہ جواب دے گا کہ جب میرا ایک غریب بندہ ننگے بدن تھا تو میں ننگے بدن تھا۔ تم نے کیوں اس کا خیال نہ کیا۔ پس یہ جو اختیار ہے نیک و بد کا اس سے بعض بڑے کریہہ مناظر پیدا ہوتے ہیں تکالیف کے مگر یہ بھی خدا تعالیٰ کے ایک عظیم پرحکمت نظام کا حصہ ہیں۔ لیکن یہ خیال کر لینا کہ اللہ رحیم نہیں ہے ورنہ وہ ان تکلیفوں کو دور کر دیتا ایک جاہلانہ

> **آنحضرت صلی اللّٰہ علیه و علیٰ آله وسلم کے انداز امارت میں اتنی دلکشی ہے اور اتنا گہرا جاذب حسن ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ امارت سے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے بلکہ غیرمعمولی طاقت اور جذب کے ساتھ لوگوں کو اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔**

خیال ہے یہ حدیث ان خیالات کا بطلان کرتی ہے۔ اللہ کو اپنے سب بندوں کا احساس ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس تکلیف کے بدلے جو انہیں عارضی طور پر دنیا میں پہنچے گی انہیں وہ اتنا خوش کر سکتا ہے، اتنا خوش کرے گا کہ وہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ جو کچھ ہمیں نصیب ہو رہا ہے اس کا، ہمارے دکھوں سے اس کی کوئی بھی نسبت نہیں۔ وہ دکھ ان کو حقیر محسوس ہونگے بے معنی دکھائی دیں گے۔ کیونکہ جب ایک معمولی تکلیف کا بہت بڑا انعام دیا جاتا ہے تو تکلیف بالکل کالعدم ہو جایا کرتی ہے۔ پس اس پہلو سے جب میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرکے جب یہ کہتا ہے کہ اے میرے بندے بے قرار نہ ہو تو یہ کہنا ہرگز جائز نہیں کہ دراصل یہ پیغام ہے کہ اے میرے بندے میری خاطر تو دنیا کے دکھوں سے بے قرار ہو رہا ہے اس طرف نظر کر کہ میں تیرے لئے آسمان پر بے قرار ہوں۔ ورنہ یہ نصیحت کبھی خدا تعالیٰ نہ فرماتا۔ یہ وہ جذبہ ہے جو ایک حیرت انگیز لافانی اطاعت کی روح پیدا کرتا ہے اور اطاعت امارت سے شروع ہوتی ہے۔

پس آپ میں سے ہر وہ شخص جس کے سپرد کسی قسم کے امارت کے مناصب سونپے جائیں وہ یاد رکھے کہ ایک ہی اطاعت کروانے کا رنگ ہے اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا رنگ ہے۔ اس رنگ کو اپنائیں گے تو خدا کے رنگ اپنائیں گے۔ اگر اس رنگ کو نہیں اپنائیں گے تو آپ اس بات کے اہل ہی نہیں ہیں کہ آپ کی کسی معنے میں بھی اطاعت کی جائے۔ اس تعلق میں بعض اور آیات بھی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مگر چونکہ وقت کم ہے اس لئے صرف ایک سورہ مدثر کی بعض آیات ہیں انہی پر میں قرآن کریم کے حوالے کو ختم کروں گا۔ پھر احادیث کے حوالے سے چند اور امور آپ کے سامنے رکھوں گا۔

فرمایا "**یاایها المدثر**" اے فرغل پہنے ہوئے یا کوٹ پہنے ہوئے، جو اوپر کا کوٹ ہے کھڑے ہونے والے "**قم فانذر**" کھڑا ہو جا اور ڈرا "**و ربک فکبر**" اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر "**و ثیابک فطهر**" اور اپنے کپڑوں کو پاک کر۔ یہاں جو امیر کے فرائض ہیں ان میں ایک بہت اہم فریضہ اپنے ساتھیوں کو پاک کرنے کا فریضہ ہے جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا "**و ثیابک فطهر**" جہاں تک شفقت اور رحمت کا تعلق ہے یہ کوئی نفسانی کمزوری کی شفقت اور رحمت نہیں ہے۔ پس اگر کوئی امیر یا

کوئی شخص کسی معنوں میں بھی مامور بنایا گیا ہو وہ سمجھے کہ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ لوگوں کے لئے مہربان ہو تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ بعض دفعہ دل کی کمزوری کی مہربانی فائدے کی بجائے نقصان پہنچاتی ہے۔ جو مہربانی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی مہربانی تھی اس مہربانی کے بہت گہرے فرائض تھے اور وہ مہربانی محض پیار کی بات تک محدود نہیں تھی بلکہ بنی نوع انسان کے دنیا اور آخرت کے عظیم فوائد تک ممتد تھی۔ اس پہلو سے آپ کے فرائض کو بطور مطاع کے یوں بیان فرمایا گیا۔ "قم فانذر"۔ اول تو "مدثر" کا معنیٰ۔ مدثر کا معنیٰ کپڑے میں لپٹے ہوئے یا وہ جس نے اپنے اوپر ایک اوپر کا کوئی لبادہ اوڑھا ہوا ہے۔ یہ سمجھنے والی بات ہے۔ مراد یہ ہے کہ جیسے بارانی کوٹ سے انسان بارش اور موسم کے بداثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی تعریف فرما رہا ہے کہ تو ہر قسم کے بداثر سے بالکل پاک اور محفوظ ہے۔ کوئی دنیا کا بداثر تیری ذات میں سرایت نہیں کرسکتا بلکہ تیرے کپڑوں تک جو تیرے بدن سے چمٹے ہوئے ہیں وہ سرایت کرنے کی توفیق نہیں پائے گا۔ تو ہر وقت غیر اللہ کے اثرات سے محفوظ ہے اور خدا کی حفاظت میں لپٹا ہوا ہے۔ "قم فانذر" اس حالت میں کھڑا ہو اور لوگوں کو ڈرا "وربک فکبر" اور محض اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ کسی دنیا کے ملاحظے کی خاطر یا دنیا کو خوش کرنے کی خاطر غیر اللہ کی تعریف کا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے لئے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ پس جہاں یہ حکم دیا گیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ پہلے رسول اللہ اس فریضے سے غافل تھے مراد یہ ہے کہ اپنے رب کی تکبیر کرتا چلا جا۔

اس کا ڈرانے سے یہ تعلق ہے کہ جب تو ڈرائے گا تو لوگ تجھ پر، تیرے خلاف انتقامی کارروائی کرسکتے ہیں لوگ تجھ سے دور بھاگ سکتے ہیں۔ مگر اس کے نتیجے میں رب کی تکبیر کرنا اس کی بڑائی بیان کرنا تیرا ایک جاری فریضہ رہنا چاہیئے۔ تجھے ذرا بھی متاثر اس بات سے نہیں ہونا چاہیئے کہ لوگ کیا اثر لیتے ہیں۔ اثر قبول کرتے ہیں یا رد عمل دکھاتے ہیں۔ "و ثیابک فطھر" اور اپنے کپڑوں کو پاک کر۔ اب سوال یہ ہے کہ جو پہلی آیت کا مضمون ہے وہ اس آیت سے متضاد کیوں ہوگیا یعنی بظاہر دیکھنے میں متضاد دکھائی دیتا ہے۔ پہلے تو یہ صفت بیان فرمائی کہ تو ایسے لبادے میں ملبوس ہے جس پر کوئی بداثر بیرونی اثر کا پڑ ہی نہیں سکتا بلکہ وہ تیرے بدن اور اندرونے کو کلیۃً غیر اللہ کے اثر سے محفوظ رکھ رہا ہے۔ اب "ثیابک فطھر" سے کیا مراد ہے پھر۔ ثیاب کا ایک معنیٰ ہے ساتھ اور اسی پہلو سے مرد کو عورت کا لباس اور عورت کو مرد کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا تیرا پاک ہونا اور تیری پاکیزگی کی حفاظت اور ضمانت ہونا کافی نہیں ہے۔ تجھے اس لئے قائم نہیں فرمایا گیا کہ تو محض اپنے بدن کی حفاظت اور پاکیزگی کا خیال کرے۔ تجھ پر یہ فریضہ ہے کہ اپنے اردگرد اپنے ماحول کو پاک اور صاف کرتا رہ۔

"والرجز فاھجر" اور شرک اور ناپاکی کو کلیۃً چھوڑ دے۔ اب یہ بھی ایک عجیب مضمون ہے کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو فرما رہا ہے کہ رجز کو پوری طرح چھوڑ دے حالانکہ رجز تو آپ کے قریب تک نہیں پھٹکا تھا۔ تمام موحد انبیاء میں سب سے بلند مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تھا۔ توحید کی خاطر تو آپ نے سب کچھ لٹا دیا۔ تو خدا کی نصیحت کیا معنے رکھتی ہے کہ شرک کو چھوڑ دے۔ اس کا حوالہ "ثیاب" کی طرف ہے۔ اور چھوڑ دے کا معنیٰ ہجرت سے تعلق رکھتا ہے جو قرآن کریم میں بھی بیان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بھی روشنی ڈالی۔ فرمایا وہ کپڑے جن کو تونے پاک کرنا ہے اگر وہ شرک سے آلودہ ہوگئے ہوں یعنی وہ لوگ جو تیرے اردگرد رہتے ہیں اگر ان میں تو شرک کے آثار دیکھے تو ان سے ہجرت کر جا۔ ان کو قریب تک نہ پھٹکنے دے۔ ہجرت کرنے کا یہ مضمون ہے۔ تیرے ماحول میں محض موحد بندے رہنے چاہئیں۔ ہر قسم کے مشرکوں سے اپنے آپ کو پاک کرلے مراد یہ نہیں کہ آپ کے اندر شرک ہے جس سے نعوذ باللہ من ذلک علیحدگی کا حکم دیا جارہا ہے۔ آپ کے اردگرد بسنے والوں میں اگر کوئی شرک کے آثار ہوں تو ان سے علیحدہ ہو جا۔

اور یہ وہ مضمون ہے جس کا سمجھنا امارت کے تعلق میں بہت ہی لازم ہے، بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جس کو امارت کے اختیارات سونپے گئے ہوں اس کے اردگرد لازماً ایسے لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں جو اس کی بڑائی کے گیت گانے لگتے ہیں۔ جو اسے بڑا بتاتے ہیں اور اس پہلو سے اس کی امارت میں شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ جو ایک طبعی انسانی فطرتی کمزوری ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ نے یہاں توجہ دلائی ہے ورنہ دنیا کے بادشاہ اور صاحب امر لوگ تو ہمیشہ ان لوگوں کے گھیرے میں آ جایا کرتے ہیں۔ جو ان کی بڑائی بیان کرے وہ اس کو بڑا سمجھتے ہیں اس کو اور زیادہ قریب کرتے ہیں۔ اور جتنا ان کو قریب کرتے ہیں اتنا عوام الناس ان سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے حوالے سے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ تمہارے اردگرد جو لوگ ہیں انہیں پاک رکھنا تمہاری امارت کی ذمہ داریوں میں سے ہے اور ان کی کمزوریوں سے صرف نظر کی تمہیں اجازت نہیں۔ یہ وہ پہلو ہے جس میں میں کئی صاحب امر لوگوں کو ملوث پاتا ہوں۔ ایسی کمزوری ہے جو بسااوقات دکھائی دیتی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہوتا ہے جہاں تک میرا بس چلتا ہے انہیں سمجھا کر اس کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن پھر بھی مخفی طور پر یہ فطری کمزوری اندر سے سر اٹھا ہی لیتی ہے اور امارت کو اس طریق سے کئی طرح سے نقصان پہنچا دیتی ہے۔

بہت سے امیر ہیں جو میرے پیشِ نظر ہیں جب میں یہ بات کر رہا ہوں کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں مگر بہت سے متقی امراء بھی ایسے ہیں جن کے اندر یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ چند لوگوں کے ہاتھ میں وہ گویا کھلونے بن جاتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے وہ تقویٰ کے ساتھ یہ فیصلہ کرتے ہیں اور اپنی طرف سے اس وجہ سے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان کے مددگار، ان کی تائید کرنے والوں میں یہ لوگ سب سے آگے آگے ہیں۔ اور اس بات کو بھلا دیتے ہیں کہ ایسے ہی لوگوں میں مریض بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے مرض کی شناخت شرک کے ذریعے ممکن ہے اس کے سوا کوئی ممکن نہیں۔ پس جہاں بھی کوئی شخص کسی کے اچھے بھلے فیصلے کی تائید کرتا رہے اور ہمیشہ تائید کرے۔ اور اس کے برعکس جب بعض لوگ اس سے اختلاف کریں تو اس بات کو بھلا دے کہ اختلاف کرنے والے سچے ہیں یا غلط ہیں اور یہ سمجھے کہ میری اطاعت کا تقاضا ہے کہ میں امیر کی ہر بات کی ہاں میں ہاں ملاؤں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں شرک پیدا ہوچکا ہے۔ اور امراء کو نصیحت ہے کہ وہ ایسے شرک کی تلاش میں رہیں۔ گہری نظر سے مطالعہ کریں اور ایسے لوگوں کو اپنا خیرخواہ نہ سمجھیں جو ہر اچھے بھلے میں ان کی تائید کرتے ہیں بلکہ ان سے متنبہ ہو جائیں اور ان سے فاصلہ اختیار کریں۔ جس حد تک ان میں تقویٰ کی کمی دیکھیں اسی حد تک ان سے اپنے آپ کو الگ کرلیں۔ یہ معنیٰ ہے "والرجز فاھجر" جہاں شرک کے آثار دیکھو گے ان لوگوں سے ہجرت کر جاؤ ان سے اپنا تعلق ہی توڑ لو۔ وہ اس لائق نہیں ہیں کہ تمہارے ماحول میں رہیں۔

آپ میں سے ہر وہ شخص جس کے سپرد کسی قسم کی امارت کے مناصب سونپے جائیں وہ یاد رکھے کہ ایک ہی اطاعت کروانے کا رنگ ہے اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا رنگ ہے

پس اس نظر سے جب آپ اپنے ماحول کی شناخت کرتے ہیں تو اس وقت آپ کو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ آپ کس حد تک خدا کی خاطر لوگوں سے اطاعت کے خواہاں ہیں اور کس حد تک اپنے نفس کی خاطر اطاعت کے خواہاں ہیں۔ کیونکہ شرک کا مضمون دو طرفہ ہے جہاں کوئی امیر ایسے لوگوں کی باتوں سے خوش ہوتا ہے جو دکھائی دے دینا چاہیئے کہ محض خوشامد کی خاطر اس کی بڑائی کرتے ہیں اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں وہاں وہ خود بھی شرک میں شریک ہوگیا۔ اور شرک ایک ایسی لعنت ہے کہ شرک کرنے والا بھی پوچھا جائے گا اور جس کو شریک ٹھہرایا جائے وہ بھی پوچھا جائے گا اور دونوں ہی لعنتیں ہیں۔ پس اگرچہ یہ شرک خفی ہے۔ اس کے بہت باریک پہلو ہیں۔ مگر ہم نے جو دنیا کو اطاعت کے اسلوب سکھانے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی امارت کے رنگ دکھانے ہیں ہمیں لازماً اپنی ذات میں یہ باریک تبدیلیاں پیدا کرنی ہونگی ورنہ نظام جماعت کی حفاظت کی کوئی ضمانت ممکن نہیں ہے۔ ہر آنے والے کو سمجھانا ہے اور یہاں امریکہ میں بھی اس کی ضرورت ہے اور ان میں بھی ضرورت ہے جو آج سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔ کئی قسم کے میں افریقن احمدی دیکھتا ہوں جو امریکہ میں آباد ہو کر اب امریکن افریقن احمدی ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ان شکوک میں مبتلا رہتے ہیں کہ جو امارت کی باتیں ہو رہی ہیں جو اطاعت کی باتیں ہو رہی ہیں گویا ایک حاکم کے بدلے تم اور حاکم بیرونی ہم پر نافذ کر دیئے گئے ہو اور کیوں ہم آخر اس طرح اطاعت کریں۔ یہ جو ان کے ایمان کی کمزوری ہے یہ دراصل فہم کی کمزوری سے ایمان کی کمزوری پیدا ہوئی۔ اور اس فہم کی کمزوری میں ان لوگوں کا دخل ہے اور وہ ذمہ دار ہیں جن کا فرض تھا کہ ان کو اسلامی اطاعت کی روح سکھائیں اور بتائیں کہ امارت کی اطاعت کیوں ہوتی ہے اور کس کی خاطر ہوتی ہے۔ پس اگر اطاعت اللہ کے لئے ہے جیسا کہ ان آیات میں آخر پر مضمون کو اپنے انتہائی نقطہ عروج تک پہنچایا گیا ہے تو پھر اگر وہ اس بات کو سمجھ لیں کہ اطاعت رب کی ہے، بندے کی نہیں ہے تو وہ اس فکر سے آزاد ہو جائیں گے، اس احساس کمتری کا شکار نہیں رہیں گے۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے "ولا تمنن تستکثر" ان سب پر جن کا ذکر گزرا ہے ان پر اس غرض سے احسان نہیں کرنا کہ تیرا اثر اور رسوخ بڑھے کیونکہ اگر شرک کو تونے برداشت کرلیا اپنی ذاتی بڑائی کو پسند کیا اور ان کمزور لوگوں پر جو بیمار ہوگئے ہیں ان کو اپنے اردگرد رہنے دیا تو اس بیماری کا اثر تیرے گرد و پیش پر پڑے گا۔ تمام دائرے کو یہ بیماری بیمار کر سکتی ہے جن کا تیری امارت سے تعلق ہے۔ اور امر واقعہ ہے کہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ جہاں لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا امیر ان پر نافذ کیا گیا ہے جو خوشامد کو پسند کرتا ہے یا محض تائید کو دیکھتا ہے اور یہ نہیں پہچانتا کہ تائید برحق اور مناسب ہے یا ناحق ایک قسم کی جنبہ داری کے تعلق میں ہے تو وہ خود بھی مریض ہو جاتا ہے اور ساری جماعت میں یہ مرض پھیل جاتا ہے کہ جی اچھی بات کہو تو فائدہ ہوگا۔ تعریفیں کروگے تو تمہیں کچھ حاصل ہوگا ورنہ تم جماعت کے پسندیدہ دائرے سے نکال کر باہر پھینک دیئے جاؤ گے۔

جہاں تک اس اعتراض کا حق ہے خدا تعالیٰ یہ اعتراض کا حق کسی کو نہیں دیتا۔ یہ ایک الگ مضمون ہے اس کی طرف میں پھر آؤں گا۔ لیکن جہاں تک امیروں کو ہدایت دینے کا تعلق ہے فرمایا ہے تم نے ہرگز اپنے رسوخ کو بڑھانے کی خاطر کوئی احسان نہیں کرنا۔ اگر کوئی مریض ہے تو اسے کاٹ کر الگ کر دو اور اس معاملے میں احسان کو عدل کی راہ میں حائل نہ ہونے دو۔ یہ وہ مضمون ہے جس کی باریکی کو سمجھنا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے اور ہر سطح پر اس باریکی کو سمجھنا ضروری ہے۔ احسان عدل سے اوپر کا مرتبہ ہے مگر عدل کو احسان پر ہمیشہ یہ فوقیت حاصل ہے کہ جب احسان عدل سے ٹکراتا ہے تو احسان گر جاتا ہے عدل باقی رہتا ہے۔ پس ایک احسان کا تقاضا ہے جو رؤف رحیم میں بیان ہوا ہے۔ ایک عدل کا تقاضا ہے جو گندے اور مشرک لوگوں کو اپنے سے ہٹا کر باہر دور پھینک دینے کا تقاضا ہے۔ یہ تقاضا ہمیشہ غالب رہے گا اور کوئی احسان بھی عدل کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو اپنے حوالے سے یوں کھولا کہ ایک موقع پر جب ایک سردار کی بیٹی کے ہاتھ کاٹے جانے تھے اس وقت کسی نے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کو اس خیال

سے کہ آپؐ کو اپنے غلام کا بیٹا بہت پیارا ہے سفارش کے لئے بھیجا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ اسامہ ہی تھے مگر کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔ جو بھی تھا اسے اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو بڑا پیارا ہے سفارش کے لئے بھیجا اور یہ کہا کہ آنحضورؐ سے عرض کرو کہ یہ وہ عورت جس کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا گیا ہے یہ ایک بہت بڑے رئیس اور صاحبِ اختیار انسان کی بیوی یا اس کے خاندان سے تعلق رکھنے والی ہے۔ اگر اس کے ہاتھ کاٹے گئے تو ہو سکتا ہے اس سارے قبیلے پر ابتلا آئے۔ جب آپؐ نے یہ بات سنی تو جلال سے آپؐ کا چہرہ تمتما اٹھا۔ اتفاق کی بات تھی کہ اس کا نام بھی فاطمہ تھا اور آپؐ کی بیٹی کا نام بھی فاطمہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اس فاطمہ کی تم سفارش کرتے ہو، خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا بھی اسی طرح حکم دیتا۔ یہ عدل ہے۔

سب سے زیادہ احسان کا تعلق آپؐ کو امت کے علاوہ اقرباء سے تھا کیونکہ قرآن کریم نے اقرباء کا حق زیادہ بتایا ہے اور اس مضمون کو جگہ جگہ کھولا ہے۔ پس اپنے اہل سے جو رحمت اور شفقت کا تعلق تھا وہ اسی الٰہی ہدایت کے تابع تھا کہ ساری امت سے تیرا تعلق ہے مگر اقرباء کا پھر بھی ایک فائق حق ہے جس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہے۔ تو مثال فاطمہ کی دی اپنی پیاری بیٹی کی جو ایک پاکیزگی کا بھی مجسمہ تھی اگر یہ بھی چوری کرتی تو میں ہرگز اپنے احسان کو اس عدل کی راہ میں حائل نہ ہونے دیتا۔ پس یہاں عدل کی بحث ہے اور عدل کے اوپر جب احسان کو غالب کیا جائے تو شرک شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں ہمیشہ کوئی مخفی خوف ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان عدل سے باز آتا ہے۔ یاد رکھو عدل کے قیام میں ہمیشہ شرک روک بنتا ہے۔ آپ جتنی گہرائی سے اس مضمون کا جائزہ لیں اس کے سوا کوئی نتیجہ نکال ہی نہیں سکتے کہ عدل کی راہ میں ہمیشہ شرک حائل ہوگا۔

تو فرمایا کہ تو نے کمال عدل سے کام لینا ہے۔ رجز کو چھوڑنا ہے بہرحال چھوڑنا ہے۔ اور تیرا احسان اس راہ میں حائل نہ ہو اور یہ خیال دل میں جاگزیں نہ ہو کہ اس طرح تیرا رسوخ کم ہو جائے گا۔ "ولربک فاصبر" اور جو کچھ کرنا ہے اپنے رب کی خاطر کرنا ہے اور اپنے رب کی خاطر صبر سے کام لینا ہے۔

اب ایک اور مضمون ایسا بیان ہوگیا جس کا دنیا کی ڈکٹیٹرشپ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ڈکٹیٹر اور صبر کا کیا تعلق ہے۔ جو ڈکٹیٹروں کے ماتحت ہوتے ہیں وہ بے چارے صبر کرتے کرتے ایڑیاں رگڑ رگڑ کے جانیں دے دیتے ہیں مگر ڈکٹیٹر کے لئے تو صبر کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اس موقع پر جو یہ فرمایا "ولربک فاصبر" یہ ایک بہت گہرا اور وسیع مضمون ہے جس کو سمجھ کر اپنی ذات میں جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ "فاصبر" سے مراد ایک تو یہ ہے کہ دشمنوں کی ایذارسانی، دشمنوں کی تکلیف پر جو عدل کے نتیجے میں ضرور عادل کو پہنچا کرتی ہے تو نے صبر سے کام لینا ہے۔ دوسرے یہ کہ عدل کے اجراء میں صبر سے کام لینا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جب خدا کی خاطر کوئی تلخ فیصلہ فرمایا کرتے تھے تو ہمیشہ اس کا دکھ محسوس کرتے تھے۔ اور کبھی بھی کوئی تلخ فیصلہ غصے اور نفرت کے جذبے سے نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ عدل سے درے درے جہاں تک ممکن ہے اس فیصلے کا اطلاق نہ ہو جو آپؐ کے دل پر شاق گزرا کرتا تھا۔

ایک موقعہ پر ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے وہ گناہ سرزد ہوگیا ہے جس کے نتیجے میں مجھے سنگسار کرنے کا حکم ہونا چاہیے۔ آپ نے بات سنی اور مونہہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ شخص دوسری طرف سے آیا اور پھر یہی بات عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھ سے وہ گناہ سرزد ہوا ہے جس کے نتیجے میں مجھے سنگسار کرنے کا حکم جاری فرمائیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ ابھی وہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی جس میں سنگساری کی بجائے سو کوڑے کی سزا مقرر فرمائی گئی۔ آپ نے پھر مونہہ دوسری طرف کرلیا۔ پھر وہ دوبارہ اس طرف سے آیا پھر آپ نے مونہہ پھیر لیا۔ پھر جب چوتھی بار آیا تو آپ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ اب یہ تین مرتبہ انحراف اور چوتھی بار توجہ فرمانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کے دل پر یہ بات بہت گراں گزرتی تھی کہ عدل کی خاطر ہی سہی مگر کسی کو سزا دی جائے۔ اور دل نے یہ ایک جائز عذر اس وقت تراشا جو جائز تھ کہ اسلام نے چار گواہیوں کا حکم دیا ہے اس لئے جب تک یہ چار دفعہ اقرار نہ کرے میں اس کو سزا نہیں دوں گا۔ کتنا عظیم خیال ہے، کتنا لطیف خیال ہے۔ ایک عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ محبت میں مبتلا کا قصہ ہے

"مجھ سے بڑھ کر میری بخشش کے بہانوں کی تلاش"

اس کو کہتے ہیں۔ مجرم حاضر ہے کہ مجھے قتل کیا جائے، مجھے دفنا دیا جائے زندہ درگور کر دیا جائے۔ آپؐ اس سے احتراز کر کے دوسری طرف مونہہ پھیر لیتے ہیں۔ کیا محبت کے بغیر یہ ممکن ہے۔ اور جب حکم دیا تو اس وقت بھی دل بے قرار رہا مگر عدل کی خاطر یہ مجبوری تھی۔ قیام عدل ایک بالا تقاضا تھا۔ لیکن اس کے بعد ایک اور واقعہ ہوتا ہے۔ وہی شخص جب اس پر پتھر برسائے جانے لگے تو پہلے تو وہ بڑی بہادری سے کہتا تھا مجھے سنگسار کیا جائے اس وقت تکلیف سے اٹھ دوڑا۔ اور بعض صحابہ نے اس کا پیچھا کیا اور ایک نے اس کو پکڑ لیا اور پھر اسے سنگسار کر دیا گیا۔ جب یہ واقعہ فخر سے محمد رسول اللہ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپؐ کو بے انتہا تکلیف پہنچی۔ آپؐ نے کہا بھاگتا تھا تو بھاگنے دیتے۔ تمہیں کیا مصیبت پڑی ہوئی تھی کہ اس کے پیچھے پڑ کے اسے پکڑ کے پھر ذبح کرتے۔ یہ ہے احسان اور عدل کا ایک ایسا رابطہ جس سے بلند تر رابطہ ممکن نہیں ہے۔ نہ پہلے انبیاء میں کوئی اس کی مثال دکھائی دیتی ہے، نہ آئندہ کبھی کسی انسان میں اس کی مثال دکھائی دے سکتی ہے۔

اور یہ امر واقعہ ہے کہ خدا کی خاطر جب انسان سزا دیتا ہے اگر واقعۃً خدا کی خاطر دیتا ہے تو ضرور اس کا دکھ محسوس کرتا ہے۔ میں ایک حقیر، عاجز، ادنیٰ غلام ہوں محمدؐ رسول اللہ کا۔ مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا کی خاطر مجھے کسی کو سزا دینی پڑے اور میں خود تکلیف میں مبتلا نہ ہوں۔ بعض دفعہ ساری ساری رات میں بے چین رہا ہوں کہ کیوں مجھے اتنا سخت اقدام کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن دشمن اعتراض سے باز نہیں آتے۔ کہتے ہیں دیکھو تم نے جاری کر دی سزا۔ تمہارے دل میں کوئی رحم نہیں ہے۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ دیکھو رحم اور عدل کا ایک ایسا رشتہ ہے جسے محمد رسول اللہ سے ہم سیکھیں گے اور محمد رسول اللہ کو چھوڑ کر عدل اور احسان کا کوئی رشتہ استوار ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اپنی تکلیف کو میں خدا پہ چھوڑتا ہوں اور تمہارے اعتراض کو بھی میں خدا پہ چھوڑتا ہوں مگر احسان کے نام پر مجھ سے عدل کے تقاضوں سے بے اعتنائی کی کبھی توقع نہ رکھنا۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کبھی ایسا نمونہ نہیں دکھایا۔

پس یہ وہ امارت کے حقوق ہیں جو آپ سب کو، ہم سب کو ادا کرنے ہیں۔ اور یہ معنیٰ ہے "ولربک فاصبر" ان کی تکلیفیں بھی خدا کی خاطر برداشت کر اور خدا کی خاطر جو تجھے تلخ فیصلے نافذ کرنے پڑتے ہیں ان کا دکھ بھی خدا کی خاطر برداشت کر۔ یہ وہ صبر عظیم ہے جس کا ذکر آنحضرتؐ کے حوالے میں بعض دفعہ نام لے کر، کھلے اشارے میں، بعض دفعہ مخفی اشاروں میں ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے اور یہ وہ حظ عظیم ہے جو محمد رسول اللہ کو عطا ہوا اور جس کے نتیجے میں پھر دشمن دوست بنائے جاتے ہیں۔

پس ایسے ہی امیر کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ پہلے یہ حدیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں، وقت تھوڑا ہے، دو حدیثیں شاید پیش کر سکوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ کسی عورت کو، نہ خادم کو یعنی آپؐ کی قلبی کیفیت یہ تھی۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں آپؐ نے خوب جہاد کیا۔ آپؐ کو جب کسی نے تکلیف پہنچائی آپؐ نے کبھی اس سے انتقام نہیں لیا ہاں جب اللہ تعالیٰ کے کسی قابل احترام مقام کی مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں خدا کی طرف سے معزز، محترم چیزیں قرار دی گئی ہیں ان کی ہتک ہوئی اور ان کی بے حرمتی کی گئی تو پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر آپؐ نے ضرور ان سے انتقام لیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اطاعت کے دائرے کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ متنبہ فرماتے ہیں کہ امیر کی اطاعت کرو، میری خاطر اطاعت کرو اس لئے کہ میرے نظام کا وہ ایک حصہ ہے اور خدا سے تعلق میں وہ تمہیں اطاعت کا حکم دیتا ہے یا بعض باتوں سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا اس تعلق میں یاد رکھو کہ کبھی غیر اللہ کی اطاعت نہیں کرنی۔ یہ محض اللہ کی اطاعت ہے جس کی خاطر تم بندے کے سامنے سر جھکا رہے ہو۔ پس اس کی پہچان یہ ہوگی کہ اگر وہ کبھی معصیت کا حکم دیتا ہے تو ہرگز اس کی امارت کے نام پر اس کی معصیت میں اور اس کے سامنے سر نہیں جھکانا اور کبھی معصیت کے کام میں خدا تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کے معاملے میں کسی بندے کی اطاعت نہیں کرنی۔

اس کی ایک مثال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان کو اطاعت کی ہدایت فرمائی۔ ایک موقع پر اس امیر نے جو کم فہم تھا لوگوں کی اطاعت کو آزمانے کی خاطر آگ جلوائی اور حکم دیا اور پوچھا کہ اگر میں تمہیں اس آگ میں کود جانے کا حکم دوں تو کیا تم میری بات مانو گے۔ تو بعض سادہ لوح لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ ہمارے امیر ہیں۔ آپ اگر ہمیں آگ میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم مان جائیں گے۔ اور بعض نے کہا کہ معصیت میں امیر کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس فعل سے منع فرمایا ہے اس میں ہم ہرگز تمہاری اطاعت نہیں کریں گے۔ جب واپسی پر یہ معاملہ آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر یہ لوگ آگ میں کود جاتے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم امیر کی اطاعت کی خاطر کود جائیں گے تو ہمیشہ اس آگ میں جلتے رہتے۔ کیونکہ امیر کی اطاعت محض معروف اور جانے پہچانے اچھے امور میں ہے۔ کھلی معصیت والے کاموں میں امیر کی کوئی اطاعت نہیں۔ پس دیکھو خدا تعالیٰ نے آپ کو بندے کی اطاعت سے کیسے آزاد فرما دیا ہے۔ امیر کی اطاعت جتنی بھی کامل ہے وہ محض خدا کی اطاعت ہے اور جہاں بھی امیر خدا کی اطاعت کے دائرے سے سر مو بھی فرق کرتا ہے آپ کی گردنیں اس کی اطاعت سے آزاد فرما دی گئی ہیں۔ اس اطاعت کا نام ڈکٹیٹرشپ رکھنا اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔

پس ہم نے تمام دنیا میں اسلامی اطاعت کی روح پیدا کرنی، اس کے نمونے دکھانے ہیں اور تمام دنیا میں اسلامی اطاعت حاصل کرنے کے سلیقے حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے حوالے سے بتلانے ہیں۔ اور تمام ایسے ملکوں میں جہاں کثرت سے اس وقت احمدیت پھیل رہی ہے ہمیں اس کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم فریضے کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیشہ ہم اسلام کے نظام اطاعت کو جاری و ساری رکھ سکیں اور اس کے اعلیٰ تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ کیونکہ اسی میں ہماری زندگی ہے اور اسی میں ہمارا اطمینان ہے اور اسی میں ہماری صلاحیت ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ بہترین وہ لوگ ہیں جن کے امیر اپنے ماتحتوں کو دعائیں دیتے رہیں اور ان کی بھلائی چاہتے رہیں۔ اور جن کے ماتحت ہمیشہ اپنے امیر کی خیر خواہی چاہیں اور محبت کے جذبوں سے مجبور ہو کر انہیں دعائیں دیتے رہیں۔ یہ وہ بہترین اطاعت ہے جو اسلامی اطاعت ہے۔ اللہ ہمیں اس اطاعت کے نمونے دنیا میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

چار بجے چونکہ وقت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ دو طرفہ تعلق، ہمارا رابطہ کٹ جاتا ہے اس لئے جلدی میں مجھے بعض اہم امور چھوڑنے بھی پڑے اور آپ نے دیکھا ہوگا میرے طرز بیان میں کچھ تھوڑی سی افراتفری پائی جاتی تھی۔ وہ وقت کی طرف خیال جاتا تھا تو طبیعت میں ایک جلدی پیدا ہو جاتی تھی۔ کوشش کرتا تھا کہ کوئی قابل ذکر امر رہ نہ جائے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے جونہی چار بجے ہیں اس وقت تک میں اپنی بات ختم کر چکا تھا۔ اگر کوئی ٹکڑا تھوڑا سا رہ بھی گیا ہو تو انشاء اللہ بعد میں انگلستان ہے جب ہم اسی خطبے کو اٹھا کر عالمی روابط کے ذریعے دنیا میں پھیلائیں گے تو سب تک پہنچ جائے گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ابھی چند منٹ اوپر دے دیئے گئے ہیں اور یہ بات جاری ہے تو آخر پر میں تمام دنیا کی جماعتوں کو جو اس وقت یہ خطبہ سن رہی ہیں امریکہ کے اس اجتماع کے لئے اور اس کی کامیابی کے لئے دعا کی تحریک کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ امریکہ کی جماعت بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور ہر پہلو سے آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ ابھی تربیت کی بہت حد تک کمی ہے اور خصوصاً ان بچوں میں کمی ہے جو یہاں پیدا ہوئے اور ان نومبائعین میں کمی ہے جو بڑی عمر میں آکر جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ بہت ہی اہم ذمہ داری کے تقاضے ہیں جو ہمیں پورے کرنے ہیں۔ اور اطاعت کے مضمون پر جو میں نے زور دیا ہے وہ خالصۃً اس خاطر دیا ہے کہ سب قومیں خدا کے مہمان بن کر ہمارے اندر داخل ہو رہی ہیں۔ ان کی کمزوریوں پر ہمیں نظر رکھنا ہے۔ ان کے رجز کو ہر طرح سے پاک کرنا ہے۔ اور اپنی کمزوریوں کو ان سے دور رکھنا ہے اور پوری کوشش کرنی ہے کہ ہماری کمزوریاں ان میں منتقل نہ ہو جائیں ورنہ آئندہ قوموں کی خرابیوں کے ہم ذمہ دار قرار دیئے جائیں گے۔ پس جہاں خدا تعالیٰ انعامات کی کثرت سے بارش فرما رہا ہے۔ نئی نئی قومیں للکھو کھہا کی تعداد میں احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں وہاں ہمارے ثواب کے مواقع بھی بڑھ رہے ہیں اور ہماری سزا کے احتمالات بھی بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے امارت کے تعلق میں متنبہ فرمایا ہے کہ ہر امیر اپنے ماتحت جو بھی ہیں ان کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ اگر وہ ان کے اوپر شفقت کا حق ادا کرے گا تو اس کی جزا اس کو نصیب ہوگی۔ اور اگر وہ اس حق سے غفلت کرے گا تو خدا کے حضور وہ اس سے پوچھا جائے گا۔ مگر ایک اور دوسرے موقع پر آپؐ نے اس مضمون کے اس پہلو کو بھی خوب کھول دیا کہ تم سے جو پرسش ہوگی اس میں تمہاری بے اختیار کمزوریوں کو خدا تعالیٰ نظر انداز فرما دے گا۔ اس لئے ایسے ذمہ دار کاموں کو قبول کرنے سے احتراز نہ کرنا اس ڈر سے کہ تم ہو سکتا ہے اس کے فرائض کا حق ادا نہ کر سکو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسلام میں امارت کا نظام اس طرح قائم ہوا ہے کہ جو شخص بھی پوری دیانتداری کے ساتھ جاری کرنے کی کوشش کرے گا اس کا دوہرا ثواب خدا اس کو دے گا۔ اور اگر پوری دیانتداری سے کوشش کے باوجود کوئی اچھا فیصلہ جاری نہ کر سکے اور غلطی کا مرتکب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک جزا دے گا اس کی۔ پس اگر نیتوں کے دائرے میں ہم پاک صاف ہو جائیں، محض للہ نیتیں ہوں، تو ہماری کامیابیاں بھی باعث ثواب ہیں اور ہماری ناکامیاں بھی باعث ثواب ہیں۔ اس الٰہی سلسلے کے اندر ہر پہلو سے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب چونکہ وقت غالباً اب تک ختم ہو چکا ہوگا اس لئے اب خطبہ ثانیہ کی طرف آتا ہوں۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

المناک رحلت

محترمہ مسز امتہ المجید ظفر صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مرحوم سابق لیکچرار اکنامکس جامعہ نصرت ربوہ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء کو جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت اور ڈیوٹی ادا کرنے کی غرض سے گلاسگو سے لندن جاتے ہوئے اپنی ہی کار کے حادثہ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس جانکاہ حادثہ میں مرحومہ کے شوہر مکرم عبدالرشید صاحب ظفر (جرنلسٹ) اور ان کی بیٹی عزیزہ فوزیہ ظفر جو کہ کار چلا رہی تھیں کو بھی شدید چوٹیں آئیں۔ حادثہ کی اطلاع ملتے ہی بذریعہ ایمبولنس دونوں کو کارلائیل کے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا جہاں سے دو تین دن کے بعد انہیں فارغ کر دیا گیا لیکن مسز ظفر صاحبہ سر پر شدید چوٹوں کے باعث موقعہ ہی پر وفات پا گئیں۔

مرحومہ حضرت مہر آپا صاحبہ کی کلاس فیلو تھیں جامعہ نصرت ربوہ اور کینٹ کالج راولپنڈی میں بھی آپ کافی عرصہ تک اکنامکس کی انچارج رہیں اور پھر گلاسگو آنے پر بھی آپ یہاں کے محکمہ تعلیم میں گلاسگو کی بیلاہوسٹن اکیڈمی میں اردو پڑھاتی رہیں۔ سکاٹش ایگزامینیشن کی ممبر تھیں اور احمدی اور غیر احمدی حلقہ میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز تھیں۔ محکمہ تعلیم گلاسگو کے ڈائریکٹر جنرل نے بذریعہ خط آپ کی وفات پر اپنی اور محکمہ تعلیم کی طرف سے گہرے رنج کا اظہار کیا ہے گلاسگو کی احمدی اور غیر احمدی فیملیوں نے بھی گھر آکر بہت ہی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

آپ لجنہ اماء اللہ گلاسگو کی ایک لمبے عرصہ تک صدر رہیں ناصرات کو اردو اور دینیات پڑھانے کا کام بھی آپ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا آپ کی بے لوث خدمات کے تحت بعد میں آپ کو ریجنل صدر کا عہدہ دیا گیا جس کو آپ نے تاحیات نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے نبھایا آپ بہت خوش اخلاق نیک سیرت اور صلح جو خاتون تھیں کم گوئی اور خاموشی سے اپنا کام کئے جاتیں اور کبھی دوسروں کے کاموں میں نقص یا تنقید نہ کرتیں بہت مہمان نواز خصوصاً مربیان و مبلغین کے اہل و عیال سے خاص عزت اور احترام کا سلوک کرتیں۔ انکی بیٹی عزیزہ فوزیہ ظفر تو ابھی تک اس حادثہ کے اثر سے پوری طرح سنبھل نہیں سکیں اسی طرح ان کے دونوں نوجوان بیٹے سعید ظفر اور محمود ظفر بھی اپنی والدہ کی اچانک جدائی سے بہت افسردہ ہیں

جنازہ کو تجہیز و تکفین کے لئے مسجد فضل لندن لایا گیا جہاں ۳۱ جولائی ۹۶ء کو نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے کثیر تعداد احباب کی معیت میں نماز جنازہ پڑھائی جسکے بعد لندن کے بروک وڈ قبرستان میں قطعہ احمدیاں میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین کے بعد مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے دعا کرائی احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور اس غمزدہ خاندان کو صبر اور حوصلہ کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے اور مرحومہ کی نیکیوں، خوبیوں اور سلسلہ کے ساتھ وابستگی و خدمت کے جذبہ کو ان کی اولاد میں بھی جاری رکھے آمین

منور احمد (سیکرٹری جنرل جماعت احمدیہ گلاسگو)

دعائے مغفرت

مکرم سیٹھ عبدالرؤف صاحب آف سونگھڑہ اڑیسہ کی والدہ مکرمہ نجم النساء صاحبہ اہلیہ مکرم سیٹھ عبدالحمید صاحب مرحوم ساکن کوسمبی سونگھڑہ اچانک وفات پاگئیں ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نہایت ہی مخلص صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں غریب پرور اور مرکزی نمائندگان کی دل سے قدر کرتی تھیں آپ نے اپنے پیچھے دو لڑکے تین لڑکیاں سوگوار چھوڑی ہیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔　(مینیجر بدر قادیان)

سالانہ رپورٹ کارگذاری مجلس خدام الاحمدیہ

جملہ قائدین کرام سے گذارش ہے کہ اپنی مجلس کی ماہ ستمبر ۹۶ء کی رپورٹ کارگذاری ۲۵ ستمبر تک نیز سالانہ رپورٹ ۹۶-۹۵ء بھی ۲۵ ستمبر تک دفتر ملکی میں بھجوا دیں۔
امید ہے کہ جملہ قائدین اس کی پابندی کریں گے۔
(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام طاہر احمد عثمان تجویز گیا گیا ہے بچے کی صحت و تندرستی درازئ عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۵۰/- روپے　(ناصر احمد عثمان معلم وقف جدید)

ارشاد نبوی
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 700001
فون نمبرز:
2430794 · 2481652 · 248522

☎ 543105
STAR CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

طالب دعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS , LEATHER
LADIES AND GENTS BAG , JACKETS , WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAI NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 24 57153

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTEED PRODUCT
Soniky HAWAI
A TREAT FOR YOUR FEET
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34 , A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ)

(قسط اول)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مبارک دن آگیا جس دن میں اللہ کے فضلوں کا منادی بن کر آپ کے سامنے آتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں ان فضلوں کا منادی بن کر آتا ہوں جن کے وعدے حضرت محمدؐ رسول اللہ کی پیش گوئیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمائے گئے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اعداد و شمار سے بھرپور خطاب ہوا کرتا ہے لیکن چونکہ بہت سے افراد اعداد و شمار کی زبان کو فوری طور پر جذب نہیں کر سکتے اس لئے بیچ میں دلآویز ایمان افروز واقعات بھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

حضور نے فرمایا کہ ہر سال اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو نئے ممالک عطا فرما رہا ہے اور یہ تعداد امسال ۱۴۸ سے بڑھ کر ۱۵۲ ہو چکی ہے۔ یعنی گزشتہ ایک سال میں خدا تعالیٰ نے ہمیں مزید ۴ ممالک عطا فرمائے ہیں۔ اور گزشتہ بارہ سال کے عرصہ میں جو میری پاکستان سے ہجرت کا دور ہے اللہ تعالیٰ نے ۶۱ نئے ممالک جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے ہیں۔

امسال نئے ممالک میں El Salvador, Kyrghystan, Slovenia, Bosnia شامل ہیں۔ سلوانیا مشرقی یورپ کا ایک ملک ہے جہاں جرمنی کے ذریعہ احمدیت کا پودا لگا ہے۔ حضور نے بتایا کہ بوزنیا میں بشدت مخالفت کا بھی آغاز ہو چکا ہے اور تیل کی کمائی کے ممالک اس میدان میں کود گئے ہیں۔ جب تک ان کو عیسائیت سے اور دہریت سے اور اشتراکیت سے خطرہ تھا اس وقت تک ان تیل سے امیر ہوئے ممالک کو ان کے اسلام کے متعلق کوئی خطرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جب جماعت احمدیہ کے ذریعہ ان کو حقیقی اسلام سے روشناسی ہوئی تو اچانک یہ سارے ممالک گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور وہاں وفد پر وفد اور ڈالر پر ڈالر بھجوائے جا رہے ہیں اور اعلان کروائے جا رہے ہیں کہ جو کچھ مرضی ہو جاؤ احمدی بالکل نہیں ہونا۔ مگر ان کی بات کون سنتا ہے۔ جب آسمان سے خدا کہہ رہا ہے کہ احمدی ہو جاؤ تو یہ کون ہیں کہنے والے کہ احمدی نہ ہو۔ چنانچہ ان کی مخالفت کے باوجود وہاں احمدیت پھیل رہی ہے۔ حضور نے بتایا کہ امریکہ مشن کے ذریعہ Peru میں بھی کامیابیوں کا آغاز ہوا ہے۔

نئی جماعتوں کا قیام

حضور نے بتایا کہ امسال ۲۲۰۱ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ ان میں سے ۱۸۴۲ مقامات پر پوری طرح نظام جماعت مستحکم ہو چکا ہے۔ باقاعدہ چندوں کے نظام میں وہ شامل ہیں۔ اپریل ۱۹۸۹ء سے لے کر اب تک یعنی دور ہجرت میں پاکستان کے علاوہ جماعتوں کی تعداد میں خدا کے فضل سے ۷۴۵۹ کا اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سرفہرست سیرالیون ہے۔ پھر بورکینافاسو۔ پھر غانا۔ پھر زائر اور پھر سینیگال۔ اور سینیگال کے جو ممبران پارلیمنٹ یہاں تشریف لائے ہیں ان میں پانچ ممبر اسمبلی ہیں۔

حضور نے نئی جماعتوں کے قیام کے سلسلہ میں ایمان افروز واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ایک مبلغ کی کار تبلیغی سفر کے دوران خراب ہو گئی۔ انہوں نے وہیں عصر کی نماز ادا کی اور دعا کی۔ اس دوران گاؤں کے لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ انہیں اپنا تعارف کروایا اور تبلیغ کی اور وہاں وہ سارا گاؤں احمدی ہو گیا۔ اسی طرح ایک معلم کو اور اس کے ساتھیوں کو بعض لوگ باغی کے طور پر ظاہر کر کے فوجیوں کے پاس لے گئے۔ انہوں نے ان کے چہرے دیکھ کر کہا کہ یہ تو باغی نہیں لگتے۔ ان سے تفصیلی تعارف ہوا اور مختصر سی تبلیغی نشست کے بعد اس فوجی دستے کے کمانڈر اور اس کے کئی ساتھی احمدیت میں شامل ہو گئے۔ حضور نے گنی بساؤ کے بعض ایمان افروز واقعات بھی بتائے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کو ذلیل کیا اور احمدیت کے حق میں تبدیلی فرمائی۔

مساجد کی تعداد میں اضافہ

حضور نے معاندین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہماری مسجدیں برباد کرتے ہیں، مسجدوں پر حملہ اور مسجدوں کی مسماری ان کا پیشہ بن گیا ہے۔ مگر اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اتنی مسجدیں عطا فرما رہا ہے کہ جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کریں حقیقت میں شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ امسال ۱۱۷ نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ نومبایعین کے ساتھ جو مساجد ملی ہیں وہ ۱۰۵۰ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب سے میں پاکستان سے باہر آیا ہوں وہاں جو مسجدوں کا نقصان ہوا اس کے مقابل پر اللہ تعالیٰ ہمیں ۴۱۳۰ مساجد عطا فرما چکا ہے۔ بنی بنائی مساجد جو عطا ہوئی ہیں ان کی تعداد ۳۴۲۷ ہے۔

نئے تبلیغی مراکز

خدا تعالیٰ کے فضل سے اب افریقہ کے ممالک میں ہمارے ۲۵۱ تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں ہجرت کے سال تک ان کی تعداد ۱۰۳ تھی۔ یورپ میں بھی ان کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ بوزنیا میں بھی اللہ کے فضل سے مرکز کے قیام کے لئے جگہ مل چکی ہے۔ البانیہ میں دو جگہ زمین خرید لی گئی ہے۔ اس موقعہ پر حضور نے بتایا کہ اب جبکہ البانیہ میں کثرت سے بیعتیں ہوئی ہیں تو پرانے احمدی بھی دریافت ہوئے ہیں۔ حضور نے اس موقعہ پر البانیہ کے ابتدائی مبلغ حضرت مولوی محمد دین صاحب کی ایک تصویر دکھائی جس میں آپ کے ساتھ چار اور دوست بھی ہیں۔ ان میں سے ایک مکرم عثمان کلایا صاحب ہیں جو اس وقت سٹیج پر موجود ہیں۔ حضور نے انہیں اپنے پاس بلایا اور پھر انہوں نے انگریزی میں بڑے پرجوش طریق پر مختصر خطاب کیا۔ ان کی عمر اس وقت ۹۵ سال ہے۔ عثمان صاحب ۱۹۲۶ء یا ۱۹۲۷ء میں جب کہ وہ ۲۲، ۲۳ سال کے تھے حضرت عبدالرحیم صاحب نیرؓ کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ پھر ۱۹۳۴/۳۵ء میں حضرت مولوی محمد دین صاحب کے ذریعہ ان کا رابطہ اور مضبوط ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو خوشخبری دی تھی کہ وہ دور آئے گا جب البانیہ کی بنی بنائی مسجدیں احمدیت کو ملیں گی اور خدا نے ان کو زندہ رکھا اور اب وہ دور آ گیا ہے جب یہ بات پوری ہو رہی ہے۔ اسی تصویر میں ایک چھوٹے بچے بہرام پریرا صاحب ہیں جو اب ڈاکٹر بہرام پریرا ہیں۔ حضور نے انہیں بھی اپنے پاس بلایا۔ پھر البانیہ سے آئے ہوئے ایک امام مسجد نے ڈائس پر آ کر خطاب کیا۔ اور کہا کہ ہم سب کوشش کریں گے کہ احمدیت کا پیغام ہماری نسلوں میں بھی جاری رہے۔ ہم اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس پیغام کو قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ انہوں نے اپنے بچوں اور عزیزوں کی طرف سے بھی سب حاضرین کو سلام پہنچایا اور دعا کی درخواست کی۔ اس وفد کے بعض دیگر ممبران کا بھی مختصر تعارف کروایا گیا۔

حضور نے فرمایا امریکہ میں ان مراکز کی تعداد ۲۹ ہو گئی ہے۔ کینیڈا میں بڑے وسیع مراکز عطا ہوئے ہیں۔ جمیکا میں دعوت الی اللہ کا مرکز عطا ہوا ہے۔ ایشیائی ممالک میں ان کی تعداد ۲۰۸ ہو چکی ہے۔ حضور نے فرمایا دعوت الی اللہ کے مراکز کی کل تعداد ۵۶۰ ہو چکی ہے جبکہ ۱۹۸۴ء میں یہ تعداد صرف ۲۸۷ تھی۔

مرکزی مبلغین و معلّمین

حضور انور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرکزی مربیان کی تعداد اس وقت ۸۹۱ ہے جبکہ بارہ سال پہلے یہ تعداد صرف ۳۶۶ تھی۔

نئے احمدیوں کی تعداد

حضور نے فرمایا کہ گزشتہ سال نئے احمدیوں کی تعداد ۸ لاکھ سے کچھ زیادہ تھی۔ میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ کے علم میں ہوا کہ ہم نئے آنے والوں کو سنبھال سکیں تو اللہ تعالیٰ یہ تعداد دگنی کر دے گا۔ اگر توفیق نہیں تو اس میں امر الٰہی کا بھی دخل ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ تعداد دگنی کیوں نہ ہوئی۔

حضور نے فرمایا گزشتہ سال جب ۸ لاکھ نئے احمدیوں کا اعلان کیا گیا تو مخالفوں نے اسے ہمارا جھوٹ قرار دیا۔ اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں ۱۶ لاکھ نئے احمدیوں کا سچ عطا فرما دیا ہے۔

اس پر جلسہ گاہ میں موجود احمدی احباب نے جوش و مسرت سے زبردست نعرے بلند کئے۔ جلسہ گاہ کا ماحول کئی منٹ تک والہانہ اسلامی نعروں سے گونجتا رہا۔ آخر حضور نے اشارے سے احباب کو روکا اور فرمایا، جب مجھے اس سال ۱۶ لاکھ دو ہزار احمدیوں کی خبر ملی تو میرا دل چاہا کہ کوئی مخالف اٹھ کر کہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ تاکہ اگلے سال اللہ تعالیٰ ۳۲ لاکھ عطا کر دے۔

حضور نے فرمایا افریقہ میں اس سال ۱۰ لاکھ احمدی ہوئے۔ اس پر افریقن نمائندگان نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ افریقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں افراد احمدی ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ سچے ہیں اور مولوی جھوٹے ہیں۔

حضور نے فرمایا اب تو ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے تعجب انگیز خبریں لے کر آئے گا۔

فرانسیسی بولنے والے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ

حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ جو خبریں عطا کرتا ہے ان کو پورا کرنے کے شواہد بھی خود مہیا فرما دیتا ہے۔ تین سال قبل فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں احمدیت پھیلنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک رؤیا کے ذریعہ خبر دی تھی۔ اس رؤیا سے پہلے چار سالوں میں ان علاقوں میں صرف ۵۳ ہزار ۷۶۴ افراد احمدی ہوئے تھے۔ اس رؤیا کے اگلے سال (۱۹۹۴ء میں) یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ ۶۲ ہزار ۷۲۲ ہو گئی اور پھر اس سے اگلے سال (۱۹۹۵ء میں) تعداد مزید بڑھ کر ۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۳ ہو گئی اور اب سال ۱۹۹۶ء میں اس تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور اس سال فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں احمدی ہونے والوں کی تعداد ۷ لاکھ ۳۵ ہزار ۳۸ افراد ہے۔ گویا کہ اس رؤیا کے بعد سے اب تک ۱۳ لاکھ ۴ ہزار ۱۹۸ بیعتیں فرانسیسی زبان بولنے والے علاقوں (جن کو فرینکوفون کہا جاتا ہے) میں ہو چکی ہیں۔ حضور نے آئیوری کوسٹ اور بورکینافاسو کی تبلیغی مہمات کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔

سینی گال میں احمدیت کی شاندار ترقی

حضور نے فرمایا ڈاکار، سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے۔ کسی وقت اس ملک کا نام مالی تھا۔ مالی اور سینیگال کی متحدہ حکومت بے حد امیر تھی۔ پھر مالی الگ ہو گیا تو اس کی اہمیت کچھ نہ رہی۔ متحدہ ممالک کی صورت میں ٹمبکٹو ان کا دارالحکومت تھا۔ اب سینیگال بہت اہمیت کا ملک ہے۔

حضور نے فرمایا ایک رات، (۱۹۹۲ء میں) ساری رات مسلسل میرے منہ پر ڈاکار، ڈاکار کا لفظ جاری ہوا۔ یہ ایک حیرت انگیز بات تھی۔ صبح اٹھ کر پتہ کروایا تو پتہ چلا کہ ڈاکار سینی گال کے دارالحکومت کا نام ہے۔ چنانچہ ڈاکار کی طرف توجہ دی گئی۔ اس وقت وہاں پر احمدیوں کی تعداد صرف ۵ ہزار ۲۳۰ تھی۔ اس کے بعد تین سالوں میں سینی گال میں ۳ لاکھ ۱۱ ہزار احمدیوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت اس جلسہ میں ۵ احمدی ارکان پارلیمنٹ بھی موجود ہیں۔ جن میں ایک ڈپٹی سپیکر ہیں۔ حضور نے ڈپٹی سپیکر صاحب کو بلایا جنہوں نے فرانسیسی زبان میں تقریر کی اور کہا کہ گزشتہ سال سینیگال میں صرف ۴ ممبران پارلیمنٹ احمدی تھے آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۸ ممبران پارلیمنٹ احمدی ہیں۔ جن کے پاس اعلیٰ عہدے بھی ہیں۔ ان میں سے (ڈپٹی سپیکر کے علاوہ) تین احمدی

اسمبلی میں سیکرٹریز ہیں، ۸ ممبران پارلیمنٹ کے اسمبلی ہاؤس میں دفاتر ہیں۔
ڈپٹی سپیکر صاحب نے اظہار فرمایا کہ ہماری خواہش ہے کہ حضور ہمارے پاس تشریف لائیں اور سارا سینیگال احمدی ہو جائے۔

سیرالیون اور غانا میں احمدیت کی کامیابیاں

حضور انور نے سیرالیون کے امیر و مشنری انچارج صاحب کو بلایا جنہوں نے بتایا کہ اس سال سیرالیون کی بیعتوں کی تعداد ۲ لاکھ ۶۰ ہزار رہی ہے۔
حضور نے فرمایا غانا ایک بہت ہی پیارا ملک ہے۔ حضور نے غانین احمدیوں کے اخلاص اور محبت اور وفا کا بہت پیار سے ذکر فرمایا۔ یہاں پر اس سال ہونے والی بیعتوں کی تعداد ۲ لاکھ ۲۶ ہزار ہے۔ اس کے بعد حضور نے غانا کے تین پیراماؤنٹ چیفس کو مائیک پر بلایا جنہوں نے مختصر تقاریر کیں۔ ایک چیف نے بتایا کہ میں ۷۰ دیہات کا مالک ہوں جن میں سے ۵۰ احمدی ہو چکے ہیں۔ یہ خود ۱۹۹۳ء میں احمدی ہوئے تھے۔ ایک اور پیراماؤنٹ چیف بیولانا صاحب ۱۸۰ دیہات کے مالک ہیں جن میں سے قریباً نصف احمدی ہو چکے ہیں۔ یہ ۱۹۴۶ء میں اس وقت احمدی ہوئے جب یہ سکول میں طالب علم تھے۔ تیسرے ڈویژنل چیف ہیں جو ۱۹۹۵ء میں احمدی ہوئے۔

یوسف احمد ایڈوسی صاحب کا تذکرہ

حضور انور نے غانا کے ایک مخلص احمدی مکرم یوسف احمد ایڈوسی صاحب کا ذکر فرمایا۔ یہ بطور معلم جماعتی خدمت کرتے تھے لیکن ان کی ٹانگ کی ہڈی میں ایسی تکلیف ہوئی کہ کام جاری نہ رکھ سکے۔ ان کی حالت کافی خطرناک ہوئی۔ علاج کے لئے ان کو لندن لایا گیا۔ پھر امریکہ بھجوایا گیا۔ مگر احمدی ڈاکٹر مکرم حمیدالرحمان صاحب نے بھی مایوسی کا اظہار فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے بھی دوا دی ان کے لئے خاص دعا بھی کی اللہ نے معجزانہ فضل فرمایا۔ ان کو کامل شفا ہو گئی۔ اب یہ سارے غانا میں دعوت الی اللہ کے لئے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کو اللہ نے ایک ایسی جڑی بوٹی کا علم دیا جس سے ان کی مالی حالت کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ کہاں ایک معلم کی معمولی تنخواہ پر گزارا اور کہاں یہ کہ آج غانا میں دعوت الی اللہ کی بڑی مہمات کا خرچہ خود اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا کسی کو بتائیں نہیں۔
حضور نے ان کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کی۔ غانا کے پیراماؤنٹ چیفس کے تقریر کے دوران ہمارے غانین احمدی مبلغ مکرم جبرائیل سعید صاحب ساتھ ساتھ ان کی تقاریر کی وضاحت کرتے رہے۔

قبول احمدیت کا ایک ایمان افروز واقعہ

حضور ایدہ اللہ نے سینی گال کے ایک شخص کے خواب کے ذریعہ قبول احمدیت کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ گیمبیا سے ہمارے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ امسال ایک گاؤں "سارے یرو" (Sare Yoro) احمدی ہوا ہے۔ اس کے نمبردار نے مجھے بتایا کہ وہ عرصہ سات سال سے یہ خواب دیکھ رہا ہے کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ زمانہ امام مہدی کے ظہور کا ہے اور وہ آ چکا ہے۔ ہر دفعہ وہی دو شخص ملتے ہیں۔
ایک دفعہ میں نے ڈاکار میں یہ خواب دیکھا کہ میرا بھتیجا میرے پاس تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ دو آدمی سمندر کے کنارے پر تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ اس زمانے کا امام مہدی ہے، اس کو مان لو۔
مبلغ کہتے ہیں کہ میں نے اسے کہا اگر میں تمہیں تصویر دکھاؤں تو کیا تم ان آدمیوں کو پہچان لو گے۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے ایک رسالہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر دکھائیں۔ تو اس نے دیکھتے ہی فوراً حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر پر انگلی رکھی اور کہا یہ امام مہدی ہیں۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تصویر پر انگلی رکھی اور کہا یہ دوسرا شخص ہے جو امام مہدی کے ساتھ تھا۔
اس گفتگو کے بعد اس نے کہا کہ "اب میں آپ کو ایک خواب سنانے والا ہوں۔ (اگر میں جھوٹ بولوں تو میرا یہ بچہ شام سے پہلے مر جائے)۔ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی کار پر آئے ہیں۔ اور مجھے ان آدمیوں کی تصویریں دکھاتے ہیں جن کو میں ایک عرصہ سے دیکھ رہا ہوں۔ اور یہ خواب میں نے صبح اپنی بیوی کو سنایا اور کہا آج کچھ مہمان آنے والے ہیں۔ اس لئے آج سارا دن میں کہیں نہیں گیا اور انتظار میں رہا کہ کب آتے ہیں۔ تو آپ ہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا۔ آپ شام کو آئے ہیں اور مجھے تصاویر دکھائی ہیں۔ میری خواب پوری ہو گئی ہے۔ اس نے بڑی جرات سے یہ کہا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ امام مہدی آ چکا ہے اور احمدیت سچی ہے"۔

ہندوستان میں دعوت الی اللہ

حضور نے فرمایا کہ یہ سلسلہ چل نکلا ہے اور سارے افریقہ میں پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ حضور نے بتایا کہ مولوی مخالفت کرتے ہیں، لوگوں کو بھکانے کی کوشش کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ غیب سے احمدیت کی تائید فرما رہا ہے۔ مگر اب یہ صرف افریقہ کا خاصہ نہیں رہا۔ یورپ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں ایک عجیب انقلاب برپا ہو رہا ہے۔
حضور نے بتایا کہ پہلی عالمی بیعت کے موقع پر ہندوستان کی بیعتوں کی تعداد ۲ ہزار ۱۵۶ تھی۔، دوسری عالمی بیعت کے موقعہ پر ۱۴ ہزار ۱۹۸ تھی، تیسری عالمی بیعت کے موقعہ پر ۴۵ ہزار تھی۔ اور اب امسال چوتھی عالمی بیعت میں ہندوستان کو ایک سال میں ایک لاکھ چھ ہزار چھ صد پینتالیس نئی بیعتیں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے یہ سلسلہ چل نکلا ہے۔

حضور نے ہندوستان میں تبلیغ کے دوران کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ سہری (صوبہ پنجاب) جماعت کی مسجد میں (جو گزشتہ سال جماعت کو ملی تھی) مالیر کوٹلہ سے وقف بورڈ کے آٹھ دس مولوی صاحبان آ گئے اور ان لوگوں کے گھروں میں چلے گئے جو جماعت کے مخالف ہیں۔
اس گاؤں میں مسلمانوں کے کل ۱۳ گھر ہیں جس میں سے دس گھر احمدی ہیں اور تین غیر احمدی ہیں اور جماعت کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ غیر احمدی مولوی صدر جماعت کے گھر گئے اور کہا کہ ان قادیانیوں نے یہاں آ کر گاؤں میں پھوٹ پیدا کر دی ہے۔ دس گھر ایک طرف ہیں اور تین گھر ایک طرف۔ تم قادیانیوں کو اپنی مسجد سے نکال دو۔ یہ لوگ کافر ہیں۔ ہم آپ لوگوں کو مسجد میں امام رکھنے کے لئے ۱۵۰۰ سو روپیہ ماہانہ دیں گے اور مسجد کی مرمت کے لئے تیس ہزار روپے بھی ادا کریں گے۔
گاؤں کے احمدی احباب نے ان سے کہا کہ جو لوگ ہم سے الگ ہو گئے ہیں وہ ہمارے رشتہ دار نہیں بلکہ اب ساری جماعت ہماری رشتہ دار ہے اور ہمیں ان علیحدہ ہونے والی تین فیملیوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ جب غیر احمدی مولویوں نے معلم کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو نو احمدی بچوں اور عورتوں میں سخت رد عمل ہوا اور مولویوں کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔
حضور نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو یہی تعلیم ہے کہ صبر کرنا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی لطف نہیں ہے کہ اینٹیں مار مار کر مولوی کو بھگا دیا جائے۔ دعاؤں کے زور سے بھگائیں۔ اگر دعائیں کرنے کو دل نہیں چاہتا تو لاحول پڑھ کر بھگا دیں۔ لیکن اینٹیں مارنے کی میں اجازت نہیں دونگا۔

یوروپ میں بیعتوں کا رجحان

حضور نے بتایا کہ یورپ میں ۱۹۹۳ء کی بیعتوں کی تعداد ایک ہزار سے کم تھی۔ ۱۹۹۴ء میں یہ تعداد ایک ہزار سے بڑھ کر ۲۶ ہزار تک جا پہنچی۔ ۱۹۹۵ء میں ۴۸ ہزار ہو گئی اور امسال اب تک ۵۶ ہزار یورپین بیعتوں کی تعداد کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور گزشتہ دو سالوں میں یہ تعداد اللہ کے فضل سے ایک لاکھ چار ہزار سے آگے بڑھ گئی ہے۔ اور جماعت جرمنی کو یہ ٹارگٹ دیا ہے کہ اس صدی کے آخری سال تک (۱۹۹۹ء) صرف جرمنی نے ایک لاکھ احمدی بنانے ہیں۔ اس پر حضور کے ارشاد پر امیر صاحب جرمنی نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہمیں صرف یہ وعدہ ہی یاد نہیں ہم نے ایک لاکھ احمدیوں کے لئے جلسہ گاہ بھی ڈھونڈ لیا ہے۔

دعوت الی اللہ میں روکیں ڈالنے والوں کا انجام

حضور نے فرمایا کہ یہ بہت وسیع مضمون ہے اور ناممکن ہے کہ ہر جگہ رونما ہونے والے عبرت کے نشانوں کا میں ذکر کر سکوں۔ جو چند منتخب کئے ہیں ان میں سے نمونۃً چند ایک کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے ہندوستان میں ایک جگہ اہل قرآن و حدیث کے ساتھ مناظرہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ دوران مناظرہ مخالف مولوی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کی اور گندہ دہانی کا مظاہرہ کیا۔ اس وقت ہمارے مناظر نے تنبیہہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "انی مھین من اراد اھانتک" سنا کر انہیں خدا کی طرف سے جوابی کارروائی کا انتظار کرنے کو کہا۔
اس کے بعد ان کی جماعت میں پھوٹ پڑ گئی ایک نے دوسرے پر غبن کا الزام لگایا۔ اس نے اپنی جماعت چھوڑ کر ایک سیاسی پارٹی بنالی۔ حکومت کے خلاف ایک ہڑتال کے نتیجہ میں گرفتار ہوا۔ اور اس کی جماعت کے صوبائی جنرل سیکرٹری اور دیگر ۱۱ افراد نے احمدیت میں شمولیت کی"۔
ہندوستان میں ہی ایک جگہ ایک مولوی صاحب نے یہ کہا کہ میں اپنے علاقہ سے احمدیوں کو نکال دوں گا۔ وہ مولوی صاحب تعویذ بھی دیتے تھے۔ ایک ہندو کو تعویذ دے بیٹھے۔ وہ اچھا ہونے کی بجائے مر گیا۔ ۴۰۰۰ روپیہ تعویذ کی فیس لی تھی۔ اس پر ہندو لوگ بھڑک اٹھے اور اس مولوی صاحب کی خوب پٹائی کی اور اس پر مولوی صاحب گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جو اپنے علاقہ سے احمدیوں کو نکال باہر کرنا چاہتے تھے خود یہ علاقہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

داعیین الی اللہ کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات

حضور نے بتایا کہ آئیوری کوسٹ میں ایک جگہ داعیان الی اللہ تبلیغ کے لئے گئے۔ وہاں مخالفت بھی ہوئی پھر گاؤں والوں نے بارش کا نشان مانگا کہ یہاں لمبے عرصہ سے خشک سال ہے۔ داعیان الی اللہ نے کہا کہ سب

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR , VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR &
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

اختیار اللہ کو ہی ہے۔ لیکن جب توفیق دعا میں لگ گئے اور پھر جلدی وہاں موسلادھار بارش ہوئی اور لوگ مسیح موعودؑ کی صداقت کے قائل ہو گئے۔

عیسائیوں، دہریوں اور بت پرستوں کا قبول اسلام

محمد شرق علی صاحب، صوبائی امیر صوبہ بنگال و آسام لکھتے ہیں۔ کہ ایک عیسائی مبلغ جو بنگلہ دیش میں ۴۵۰ مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کر چکا تھا۔ وہ ہجرت کر کے یہاں آیا تو خود بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔ اور اب احمدی مبلغ کے طور پر تربیت حاصل کر رہا ہے۔

اس پر حضور نے صوبائی امیر صاحب بنگال کو ہدایت فرمائی کہ اسے واپس بنگلہ دیش بھیجیں تا کو جن کو عیسائیت میں داخل کیا ہے۔ ان کو واپس اسلام میں داخل کرے۔ امیر صاحب بنگلہ دیش نے فرمایا کہ آپ بھی اس بارہ میں رابطہ رکھ کر کارروائی کریں۔

حضور نے آئیوری کوسٹ کے امیر صاحب کی ایک رپورٹ کے حوالے سے بتایا کہ وہاں لائبیریا کی سرحد پر ایک گاؤں میں یتھوبانسل کے لوگوں میں احمدیت کی طرف تیزی سے رجحان بڑھ رہا ہے۔ یہ لوگ پہلے دہریہ تھے اب نمازیں شروع کر دی ہیں۔

غانا میں کئی بت پرست خاندان احمدی ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے والدین کے سامنے گھروں سے بت نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ اب یہ ایک مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔

رویاء صادقہ کے ذریعہ قبول احمدیت

حضور نے فرمایا "ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء" کا الہام بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔

پاکستان میں ایک جگہ ایک احمدی خاتون یسرنا القرآن کے ذریعہ تعارف پیدا کرتی تھیں۔ جہاں جاتیں یسرنا القرآن لے جاکر بچوں کو پڑھاتی تھیں۔

ایک دفعہ ایک گاؤں گئیں تو ایک خاتون جو غیر احمدی تھیں وہاں پر ان کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگیں کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک احمدی عورت آئی ہے۔ اس کے پاس بارہ یسرنا القرآن ہیں اور ایک ان میں سے مجھے بھی دیا ہے۔

چنانچہ جب احمدی خاتون نے اپنی گٹھڑی کھولی تو وہ غیر احمدی خاتون حیرت زدہ رہ گئی۔ اس میں ۱۲ ہی یسرنا القرآن تھے۔ ایک یسرنا القرآن اس خاتون کو دیا اور اس نے یہ اعجاز دیکھ کر اپنی خواب کی سچائی کی بناء پر وہیں بیعت کر لی۔

حضور نے بتایا کہ عیسائیوں میں اور بت پرستوں میں بھی احمدیت کے قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس میں رویاء و کشوف کا بہت دخل ہے۔

ایک جگہ ایک عیسائی نوجوان نے خواب دیکھی کہ اس کا سارا جسم گردن تک دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ اور ایک بزرگ نے اس کو پکڑ کر دلدل سے نکال دیا۔ اسے جب ہمارے مبلغ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو اس نے انہیں پہچان لیا اور بے اختیار اسے پکڑ کر چومنے لگا۔ اور کہا کہ یہی تو وہ وجود تھا جنہوں نے پکڑ کر دلدل سے نکالا تھا۔ چنانچہ اس بناء پر اس نے بیعت کر لی۔

حضور ایدہ اللہ نے مختصراً ایم ٹی اے کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلابات کا بھی ذکر فرمایا اور اس ضمن میں سید نصیر شاہ صاحب اور رفیق حیات صاحب کا بھی ذکر کیا جنہیں اس سلسلہ میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ حضور نے اس سلسلہ میں الٰہی نصرت و تائید کے ایمان افروز واقعات کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اب خدا کے فضل سے غلبہ احمدیت کے دن آگئے ہیں جو دن بدن بڑھتا اور پھیلتا چلا جائے گا۔ مگر یاد رکھیں کہ ہر وہ دل جو اسلام کے دائرہ اثر میں آتا ہے اسے اللہ کا عاشق بنانا ہے۔ جب دل میں پیار پیدا ہو جائے تو بے ساختہ انسان ان راہوں کی طرف بڑھتا ہے جو محبوب کی راہیں ہوتی ہیں۔

پس یاد رکھیں تبلیغ کے میدان میں محبت کے مضمون کو پیش نظر رکھیں۔ محبت پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ تمام بنی نوع انسان سے پیار پیدا کریں۔ محبت سے ان کے دل فتح کریں اور راضی نہ ہوں جب تک وہ لوگ خدا سے محبت نہ کرنے لگ جائیں۔

پس افریقہ میں بھی اور جہاں جہاں یہ عظیم کامیابیاں ہوئی ہیں وہاں یہ محبت کے دور جاری کر دیں۔ محبت کے میخانے کھول دیں۔ حضور نے فرمایا کہ نومبایعین کی تربیت میں سب سے اہم مضمون محبت الٰہی کا مضمون ہے۔ محبت کے ذریعہ ہی آپ کو سب رفعتیں عطا ہونگی۔ یاد رکھیں اگر آپ ایک ان پڑھ کے دل میں بھی اللہ کی محبت پیدا کر دیں گے تو وہ سارے علاقے پر غالب آنے کی صلاحیت پالے گا۔ اور ان کو خدا کی محبت میں گرفتار کر کے ان سے یہ عہد لیں کہ جو نور آپ کو عطا ہوا ہے آپ نے آگے دنیا میں تقسیم کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ داعی الی اللہ محبت الٰہی سے پیدا ہوتا ہے اور محبت الٰہی بنی نوع انسان کی محبت میں بدلتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے علاوہ دعائیں کرتے ہوئے جیسا کہ پہلے بتایا ہے ان کی تربیت کے لئے کلاسیں لگائیں اور ان میں سے نمائندہ بلوا کر انہیں تعلیم و تربیت دے کر واپس اپنے علاقوں میں تعلیم و تربیت کے لئے بھیجیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس نسخہ پر عمل کریں گے جو خدا کے نسخے ہیں اگر انہیں استعمال کریں گے اور دعاؤں سے مدد مانگیں گے اور اپنی محبت کے پانی سے آبیاری کریں اور اللہ کے عشق سے ان کے دل بھر دیں تو وہ منازل جو کوسوں دور دکھائی دیتی ہیں بہت تیزی سے وہ آپ کی طرف بڑھیں گی اور یہ ممکن ہے۔ یہ فرضی واقعہ نہیں ہے۔ اپنی ہمتیں بلند کریں۔ اپنی دعاؤں کے پیمانے بلند کریں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے متعلق
بعض عربوں کے تاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ اپنے پروگراموں کی پاکیزگی، سادگی اور سچائی کے نتیجہ میں غیر معمولی طور پر مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور دنیا کی ہر قوم میں اس کا اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے۔ عرب ممالک میں بھی اس میں دلچسپی بڑھ رہی ہے اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل وہاں بہت سی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ ذیل میں صرف عربوں کی طرف سے موصول ہونے والے بہت سے خطوط اور پیغامات میں سے چند ایک نمونۃً قارئین کی خدمت میں پیش ہیں جن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ پیدا ہونے والے عالمی روحانی انقلاب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق بخشے اور ایم ٹی اے کا دائرہ فیض وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے۔ (مدیر)

ایم ٹی اے کے پروگراموں نے نمازی بنا دیا

مکرم عبد الترزق صاحب اردن سے اپنے ۹ دسمبر ۱۹۹۵ء کے خط میں لکھتے ہیں:

بیس روز قبل ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ مجھے رات کے وقت ملنے آیا اور جماعت کا لٹریچر طلب کیا۔ اس نے اپنا قصہ یوں بیان کیا کہ جب میں سات آٹھ برس کا تھا تو نماز وغیرہ کا پابند تھا۔ ایک روز ہمارے سکول میں دینیات کے استاد نے ہندوستان میں موجود ادیان کا تعارف کروایا تو میں نے کہا کہ یہ تو بڑی اچھی باتیں ہیں۔ اس نے کہا تم کافر ہو گئے ہو اور مجھے کان سے پکڑ کر ہیڈ ماسٹر کے پاس لے گیا۔ اس نے بھی کفر کا فتویٰ قائم رکھا اور مجھے کہا کہ کل اپنے والد کو ساتھ لے کر آنا۔ ہیڈ ماسٹر کا رویہ بدستور وہی رہا۔ اس وقت سے میں نے نماز وغیرہ چھوڑ دی اور تب سے میں خدا کی تلاش میں ہوں تا کہ اسکی عبادت کر سکوں لیکن مجھے خدا نہیں ملا۔ پھر ایک روز مجھے ایم ٹی اے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اس کے پروگرام سے متاثر ہو کر نماز پڑھنے لگا۔

اب یہ شخص ہمارے ساتھ نماز جمعہ بھی پڑھتا ہے۔ جو کتب مجھ سے لے کر گیا اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو دی ہیں۔ علماء سے شدید متنفر ہے۔ اس کے لئے درخواست دعا ہے۔

ایک دوسرے شخص مروان شحادہ نے ایم ٹی اے دیکھ کر حلمی شافعی صاحب کو خط لکھا تھا۔ اس نے بھی مجھ سے رابطہ کیا۔ اس طرح اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ احمدیت کی عمدہ رنگ میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔

—○○○—

مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی کا اہل ٹی وی

مراکش سے ایک عرب دوست عدنان صاحب، ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کے خط میں لکھتے ہیں:

"میں نے دین کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ میرے دل میں ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد شدید رغبت ہے کہ میں اس جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ سب سے بڑی بات جو مجھے اپیل کرتی ہے وہ قرآن کی آیات کی تفسیر میں عقل و حکمت کا استعمال ہے۔ آپ اندھی نقل کی پیروی نہیں کرتے۔ اور جماعت کا ہدف مسلمانوں کو متحد کرنا ہے .... ۔

ہماری نیتیں خدا کے فضل سے صاف ہیں اور ہمیں جماعت احمدیہ پر بڑا فخر ہے۔ اس زمانہ میں صرف یہی ایک مسلمان ٹی وی ہے جو مسلمانوں کی حقیقی نمائندگی کا اہل ہے۔

—○○○—

جہالت کو زائل کرنے والا ٹی وی

مکرم عبد الحمید الردیبنی صاحب لکھتے ہیں:

"میں مراکشی عرب ہوں۔ ۹ سال سے اٹلی میں مقیم ہوں۔ قریباً ایک ماہ قبل اچانک آپ کا ایم ٹی اے چینل مل گیا۔ اور اس دن سے یہ مبارک پروگرام "لقاء مع العرب" دیکھ رہا ہوں۔ یہ پروگرام بہت ہی پسند آیا اور یہ بہت ہی مبارک ہے۔

قبل ازیں میں نے نہ کبھی اس چینل کا ذکر سنا تھا، نہ ہی جماعت کا، نہ حضرت امام مہدیؑ کے ظاہر ہو چکنے کا اور ان کے خلیفہ رابع کا۔ میں تو وہی جاہلانہ عقیدہ رکھتا تھا کہ وہ قیامت کے دن گھوڑے پر ظاہر ہونگے اور کفار کی گردنیں کاٹیں گے۔ میں نے یہ باتیں بچپن سے ہی سنی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کہ میں یہ کیا جاہلانہ اعتقاد رکھتا تھا۔ اصل روشن حقیقت سے میں بالکل بے خبر تھا جس کا پتہ اب ایم ٹی اے کے ذریعہ لگا ہے۔

مجھے ایم ٹی اے کے ذریعہ وہ باتیں سننے کا موقعہ ملا ہے جو میں نے قبل ازیں نہیں سنیں۔ میری پیاس اور بھوک ان کے لئے اور بڑھ گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ذریعہ اپنی عقل، دل، ایمان، تقویٰ اور جان اور روح کو اور سب جوارح کو غذا مہیا کروں۔ اور جہالت سے دور ہو جاؤں۔ اور خدا اور رسول نے جیسا چاہا ہے ویسا سچا مسلمان ہو جاؤں"۔

—○○○—

ایم ٹی اے کے پروگراموں کی مسلمانوں کو ضرورت ہے

مکرم جمال اغزول صاحب آف مراکش، جن کا ایک خط حضور انور ایدہ اللہ نے گزشتہ سال عید الفطر کے موقعہ پر پڑھ کر سنایا تھا، لکھتے ہیں:

"خاکسار اپنے والدین اور گھر والوں کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھتا اور بہت خوش ہوتا ہے۔ ایم ٹی اے ایسے پروگرام دیتا ہے جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ جبکہ دوسرے ٹی وی اخلاق خراب کرنے والے پروگرام دیتے ہیں۔ خصوصاً یورپ والے تو خاص طور پر ہمارے نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے گندے پروگرام ہمارے ملکوں کی طرف نشر کرتے ہیں

امید ہے عربی کے مزید پروگرام بھی حضور پیش کرنے کی طرف توجہ دلائیں گے کیونکہ عربوں کو ان پروگرام کی اشد ضرورت ہے۔

یہ پروگرام دیکھ کر حضور کی شخصیت اور علم کا میں مزید سے مزید تر گرویدہ ہو رہا ہوں"۔

—○○○—

یوکرین سے ایک عرب خاتون حضور ایدہ اللہ کے نام اپنے خط میں لکھتی ہیں:

"آپ سے اس خط کے ذریعہ تعارف کا شرف پا رہی ہوں۔ میں مراکش کی رہنے والی ہوں اور یوکرین میں یونیورسٹی میں شہری ہوابازی کی تعلیم پا رہی ہوں۔ فارغ وقت میں ایم ٹی اے دیکھتی ہوں۔ آپ کے پروگراموں سے میں بہت ہی لطف اندوز ہوتی ہوں۔ بعض دفعہ تو عربی میں اور بعض دفعہ یہاں ایک طالب علم کے ذریعہ جو اردو اور عربی اور روسی زبان بھی جانتا ہے۔

آپ کی طبیعت مجھے بہت پسند ہے خصوصاً آپ کا سا انکسار میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔ میں احمدیت کے بارہ میں مزید جاننا بھی چاہتی ہوں۔

—○○○—

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 | ☎ 01872-20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 | THURSDAY, 5 SEPTEMBER 1996 | ISSUE NO -36

امرناتھ یاتریوں کا افسوسناک سانحہ : بقیہ صفحہ (۲)

اختلاف بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن باوجود اختلافِ مذہب اور اختلافِ عبادت کے انسان ہونے کی حیثیت سے ہم سب برابر ہیں۔ اِس لحاظ سے ایک انسان کو دوسرے انسان کے غم میں برابر کا شریک ہونا چاہیئے۔

ساتھ ہی ہم اس موقع پر حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ آئندہ اس قسم کی یاتراؤں اور زیارتوں کے لئے جہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، پہلے سے ہی منظم طریق پر سارے انتظامات طے ہونے چاہئیں۔ اِس بات کا پہلے سے خصوصی جائزہ لیا جانا چاہیئے کہ ہنگامی طور پر بعض حالات کے پیش آنے پر کیا کیا جائے گا۔ اور اگر ہر سال اِس قدر لوگوں کو سنبھالنا مشکل امر ہو تو پھر کوٹہ سسٹم کے طور پر یاترا کی اجازت دی جائے۔ پھر جس قدر یاتری شامل ہوں ان کے لئے راستوں میں ٹھہرنے۔ کھانے پینے۔ گرم کپڑوں اور دوائیوں وغیرہ کا معقول اِنتظام ہونا چاہیئے۔

ایسی صورتِ حال امرناتھ یاترا کے لئے ہی نہیں بلکہ کسی بھی مذہب کی مقدس یاترا ہو حکومت کا فرض ہے کہ بِلالحاظ مذہب و ملت سب کے لئے مناسب اِنتظام کرے۔ بلکہ ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ ایسے موقعوں پر ہر مذہب کی رضاکار تنظیموں کو بھی انسانوں کی بھلائی کے لئے آگے آنا چاہیئے۔ اِس سے نہ صرف ہم مضبوط ہوں گے بلکہ قومی اتحاد و اتفاق کے جذبہ کو بھی فروغ ملے گا۔

بالآخر ہم یہ بھی لکھنا چاہتے ہیں کہ مُلک و قوم کے مفاد کیلئے سیاستدانوں سے جس قدر توقعات تھیں وہ اس میں بُری طرح ناکام ہُوئے ہیں۔ گزشتہ دنوں جب پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہُوا ہے تو اپوزیشن نے اس سانحہ کو بہانہ بناکر حکومت پر طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ اور ہمیں پُورا یقین ہے کہ اگر آج کی اپوزیشن حکومت کی کرسی پر ہوتی اور حکومت کرنے والی پارٹی اپوزیشن میں ہوتی تو وہ بھی صرف الزامات کی بوچھاڑ کرتی ـــــ ضرورت اِس امر کی ہے کہ اقتدار میں آنے کی ہوس کی خاطر دُوسروں پر الزامات لگانے کی بجائے مِل جُل کر دُکھی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

یہ انتہائی خوشکن امر ہے کہ مُصیبت کے اِس موقع پر کشمیر کے مُسلمان بھائیوں نے ان یاتریوں کی بے لوث خدمت کی ہے۔ چنانچہ واپس آنے والے یاتری اس کا برملا اظہار کر رہے ہیں۔ چنڈی گڑھ کے کرن بھاردواج نے "ڈیلی ٹریبیون" ۲۸ر اگست ۹۶ء کو اِنٹرویو دیتے ہُوئے صاف کہا ہے کہ یاتریوں کے لئے سواریوں کا اور دیگر سہولتوں کا فقدان تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ بسیں یاتریوں کی نسبت بہت کم تھیں۔ یاتری بسوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ لیکن خراب موسم کی وجہ سے بھگدڑ میں بسوں کی چھتوں سے نیچے گرے اور کچلے گئے۔ اُنہوں نے بتایا کہ ٹینٹ کم ہونے کی وجہ سے جگہ ملنے کی بھی دِقّت تھی۔

کرن بھاردواج مزید بتاتے ہیں کہ راستے میں مُسلم پریوار کے لوگوں نے یاتریوں کی بہت مدد کی۔ گھر سے روٹیاں بناکر کھلائیں اور ہر طرح کا خیال رکھا۔ بلکہ بعض جگہوں پر تو کشمیری بھائیوں نے بیمار یاتریوں کو اپنی پیٹھوں پر اُٹھاکر کئی کئی میل کا پیدل راستہ طے کیا۔

عالمی بیعت

وہ دِن نہ بھولے گا تاریخ میں بھی ہوگا رقم — عجب نظارہ تھا دیکھا جو آنکھ نے جانم
تری خوشی سے وہاں ہر سمت ہی خوشیاں تھیں — یہاں بھی آئی خوشی کی لہر صنم پیہم
عجیب رُعب تھا چہرہ بھی تمتماتا تھا! — نظر نہ آتے تھے اُس دن کہیں بھی رنج و الم
ہر ایک دل جو وہاں تھا خوشی سے جھومے تھا — ہر ایک آنکھ تھی شکرِ خدا سے یاں پُرنم
عظیم فتح تھی خوش تھا ہر ایک پیر و جواں — خدا کے واسطے سجدے میں ہوگئے سر خم
خُدا نے اپنے کرم سے دِلوں کو یوں بدلا — نہ دیکھا ایسا نظارہ کبھی خدا کی قسم
لکھوکھہا ہاتھوں نے اِک ہاتھ پر جمع ہو کے — کِیا تھا عہد، اطاعت کریں گے ہم ہر دم
خُدا کے سارے ہی احکام مان کر بے شک — بلند اور کریں گے رسُولِ حق کا علَم
(ترس گئے تیری صُورت کو ظاہراً دیکھیں — کلام کیسے ہو تصویر سے اَے ہمدم)

خُدا ہی اپنے کرم کی کرے نِگاہ خلیق
مُہیّا غیب سے ساماں ہوں بیٹھیں باہم ہم

(آمین) (خلیق بن فائق گورداسپوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مرکزِ احمدیت قادیان میں مجلس انصار اللہ بھارت کا اُنیسواں ۱۹

سالانہ اجتماع

اپنی مخصوص روایات کے ساتھ مورخہ ۱۶-۱۷ ر اخاء (اکتوبر) سنہ ۱۳۷۵ ہش ۱۹۹۶ء بروز بدھ۔ جمعرات منعقد ہو رہا ہے!

"مجالس کی سَو فیصد نمائندگی ہونی چاہیئے"

اِرشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہُ اللہُ تعالیٰ

الدّاعی:۔ صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر: — سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون۔ 629443

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

BODY GROW GYM SANTOSH NAGAR

ARROW GYM CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں

ARROW GYM

تندرستی ہزار نعمت ہے

M. A SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18 - 2- 888/10/71, NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A. P) ☎ 041-219036 INDIA